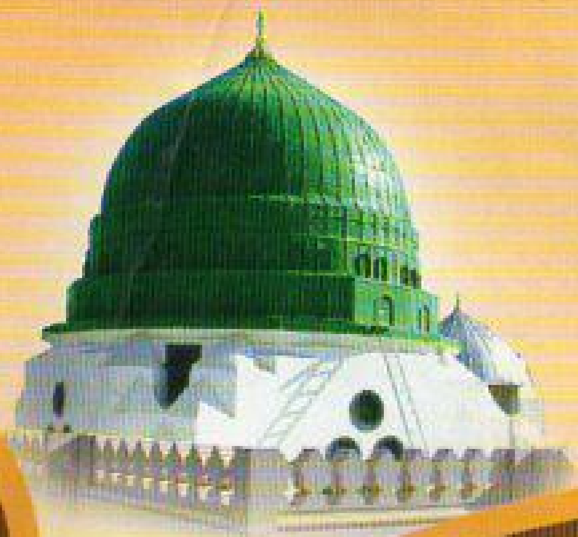


کراماتِ اہلبیتِ اطہار رضی اللہ عنہم

المعروف

خطباتِ اہلِ بیت

مفتی محمد محبوب علی خان قادری برکاتی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محرم شریف کا خاص تحفہ

جس میں حضرت علی وخاتون جنت وحسنین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صحیح اور سچی کرامات
خصوصاً بعد شہادت کی وہ کرامات جو امام عالی مقام کے سر اطہر سے ظاہر ہوئیں درج ہیں
جن کو دیکھ کر اکثر عیسائی وراہب ایمان لائے

کراماتِ اہل بیت اطہار

رضوان اللہ علیہم اجمعین

المعروف

خُطباتِ اھلبیت

از تصنیف لطیف

مجاہد ملت غازی اہل سنت علامہ ابو الظفر مفتی

محمد محبوب علی خانصاحب قادری برکاتی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر

قادری کتاب گھر

اسلامیہ مارکیٹ بریلی شریف

جدید ایڈیشن ۲۰۱۲ء

نام کتاب : خطبات اہل بیت کرام (رضوان اللہ علیہم)
تصنیف : محمد محبوب علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ
ناشر : قادری کتاب گھر

QADRI KITAB GHAR
35, Islamia Market, Bareilly U.P. 243003
Mob.: 9412536097, 9359936126

حضرت سیدنا علی مرتضٰی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی کرامات

محمد گل است و علی بوئے گل
بود فاطمہ اندر آں برگِ گل
چو عطرش برآمد حسین و حسن
معطر شد از وے زمین و زمن

قبرستان کے مردوں سے ہمکلامی:

امام بیہقی نے سعید بن المسیب سے روایت کی ہے کہ مدینہ طیبہ کے قبرستان میں حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ گئے تو حضرت علی مرتضٰی نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ یا اہل القبور کہا اور فرمایا تم اپنی خبریں سناؤ یا ہم اپنی خبر تم کو سنائیں۔ حضرت سعید نے کہا ہم نے آوازیں سنیں، اے امیر المومنین! وعلیکم اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ہمارے بعد جو ہوا اس سے ہمیں خبردار فرمایئے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری بیویوں نے عدت کے بعد نکاح کر لیے اور تمہارے مال تقسیم ہو گئے اور تمہاری اولاد یتیموں میں شمار ہو گئی اور تمہارے گھر جو تم نے بہت مضبوط بنائے تھے ان میں دوسرے لوگ رہنے لگے، یہ ہماری خبریں ہیں اب تم سناؤ تمہاری کیا خبریں ہیں۔ ایک میت نے جواب دیا ہمارے کفن پرانے ہو کر پھٹ گئے اور بال جھڑ گئے اور کھالیں پھٹ گئیں اور آنکھیں رخساروں پر بہہ گئیں اور نتھنوں سے رادھ اور پیپ بہنے لگا، اور جو ہم نے آگے بھیج دیا وہ ہم نے پایا اور جو ہم نے چھوڑا وہ ہمیں نقصان ہوا اور ہم مرہون ہیں۔

دوسری کرامت: (آپ کی دعا سے لُنجے کا درست ہونا)

اور امام سبکی نے طبقات میں فرمایا: کہ حضرت علی مرتضیٰ و حضرت سیدنا حسن و حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہم نے آدھی رات میں ایک شخص کو یہ اشعار پڑھتے سنا ؎

اے پریشاں حال کی دعا قبول کرنے والے
اے سختی وبلاؤں اور بیماریوں کو دور کرنیوالے

کچھ تیرے بندے بیت اللہ کے گرد سوئے ہیں کچھ ہوشیار ہیں اور اے خدا تجھے نہ نیند ہے اور نہ اونگھ اپنے فضل وکرم سے مجھے عطا فرما۔ میری خطائیں بخش دے، اے وہ ذات پاک جو تمام مخلوق کا آسرا ہے اگر خطا کار تیرے عفو وکرم کی امید نہ رکھیں تو گناہگاروں پر کون بخشش وانعام کرے گا۔ تو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص سے فرمایا اس بولنے والے کو میرے پاس لاؤ۔ وہ گیا اور کہنے والے سے کہا تم کو امیر المومنین نے یاد فرمایا ہے۔ پس وہ شخص اپنا ایک پہلو کھینچتا ہوا چلا اور حضرت امیر المومنین کے سامنے حاضر ہو گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تیرا کلام میں سن چکا، اب اپنا واقعہ سنا کہ کیا گزرا ہے۔ اس نے عرض کی کہ میں گانے بجانے اور گناہوں میں مشغول رہتا تھا اور میرے والد مجھ کو نصیحت کرتے رہتے اور فرماتے تھے کہ رب کے غضب اور اس کی گرفت سے بچو، اس کا غضب ظالموں سے دور نہیں۔ جب میرے والد نے بہت زیادہ نصیحت کی تو میں نے ان کو مارا، انہوں نے قسم کھائی کہ ضرور میرے حق میں دعائے ہلاکت کریں گے۔ پھر مکہ معظمہ گئے اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے ہوئے میری ہلاکت کی دعا کی تو ان کی دعا ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ میرا داہنا پہلو خشک ہو گیا (مارا گیا) پھر میں اپنی بدکاریوں پر نادم ہوا اور توبہ کی اور والد کی خدمت واطاعت میں رہ کر ان کو راضی کر لیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے وعدہ کیا کہ میرے لیے دعائے شفا کریں گے جس طرح ہلاکت کی دعا کی تھی۔ تب میں ان کے لیے اونٹنی لے گیا اور والد کو سوار کرایا تو وہ اونٹنی بھڑکی اور ان کو لے بھاگی اور گرا دیا ان کو، وہ اسی جگہ انتقال کر گئے۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوا گر تیرا باپ تجھ سے راضی ہو گیا۔ اس نے عرض کی

خدا کی قسم وہ راضی ہو گیا۔ تو حضرت مولا مشکل کشا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کھڑے ہوئے اور چند رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں سرگوشی سے اس کے حق میں دعا کی اور پکارا اے مبارک! تو وہ لنجھا کھڑا ہو گیا اور چلنے لگا اور تندرست ہو گیا جیسے پہلے تھا۔ پھر حضرت امیر المومنین نے فرمایا: اگر تو یہ قسم نہ کھاتا کہ تیرا باپ تجھ سے راضی ہو گیا تو میں تیرے لیے دعا نہ کرتا۔

تیسری کرامت:

آپ کی کرامت سیدنا امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اس طرح ظاہر ہوئی کہ جب امیر المومنین فاروق اعظم نے خطبہ کے درمیان مسجد نبوی شریف سے نہاوند کا معرکہ جنگ اور کفار کی عیاری ملاحظہ فرمائی اور لشکر اسلام کی مدینہ منورہ سے کمان کرتے ہوئے سپہ سالار لشکر کو یا ساریة الجبل یا ساریة الجبل فرما کر مسلمانوں کی مدد فرمائی اور کافروں کی چالبازی کی خبر دی۔ اس وقت میدان جنگ نہاوند اور لشکر اسلامی و لشکر کفار کی جنگ آزمائی حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اس حدیث کو امام بیہقی اور ابو نعیم اور خطیب وغیرہم نے روایت کیا، امام سبکی نے طبقات میں جو اپنے والد سے روایت کی ہے اس میں ہے کہ اس خطبہ کے وقت حضرت سیدنا علی مرتضیٰ بھی تشریف فرما تھے، نماز کے بعد لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے، عرض کی حضرت! آج خطبہ میں امیر المومنین نے کیا باتیں کیں؟ ساریہ ہم میں کہاں اور ساریہ کو تو خود امیر المومنین نے بھیجا ہے پھر یہ پکارنا کیسا؟

حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا اس بات کو رہنے دو اتنا سمجھ لو کہ ساریہ کے لشکر پر جو دشواری آئی تھی وہ دور ہو گئی۔

(ف) معلوم ہوا کہ مقام نہاوند اور وہاں کا نقشہ جنگ سب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے تھا اور آپ ملاحظہ فرما رہے تھے۔ فالحمد للہ رب العالمین

چوتھی کرامت:

فتح خیبر کے موقع پر قلعہ خیبر کا مضبوط اور وزنی دروازہ اُکھاڑنا اور دست پاک پر

بلند کرنا آپ کی روشن کرامت ہے۔

پانچویں کرامت:

صواعق المحرقه اور ازالة الخفاء میں ہے انه حدث بحدیث فکذبه رجل فقال له ادعو علیک ان کنت کاذبا قال ادع فدعا علیه فلم یبرح حتی ذهب بصره.

یعنی حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ حدیث بیان فرمائی تو ایک شخص نے آپ کو جھٹلایا تو آپ نے فرمایا کہ میں دعا کروں گا اگر تو جھوٹا ہے تو تیری پکڑ ہو، اس نے عرض کی کہ ہاں! دعا کیجئے۔ آپ نے دعا کی تو کچھ دیر نہ گزری کہ اس شخص کی بینائی جاتی رہی اندھا ہوگیا۔ سبحان اللہ وبحمدہ

چھٹی کرامت:

ازالة الخفا میں ہے شاہ ولی صاحب محدث نے ریاض النضر ہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت اصبغ نے کہا ہم لوگ حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالی وجہہ کے ہمرکاب تھے تو ہم لوگ اس جگہ گزرے جہاں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر شریف ہے تو حضرت سیدنا علی نے فرمایا کہ یہاں ان کے اونٹ بیٹھائے جائیں گے اور اس جگہ ان کے کجاوے رکھے جائیں گے۔ اور یہاں ان کے خون بہائے جائیں گے، آل محمد کے کچھ نوجوان اس میدان میں شہید ہوں گے جن پر آسمان اور زمین روئیں گے سبحان اللہ وبحمدہ۔ میدان جنگ کربلا کی کتنی وضاحت وتفصیل ہے، پورا نقشہ حضرت علی کے سامنے ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں حضرت علی مرتضیٰ مشکل کشا کرم اللہ تعالی وجہہ کو جو علوم غیبیہ عطا ہوئے ان میں علوم خمسہ بھی ہیں۔ چنانچہ اسی روایت میں علم مایکون اور علم مافی الغد اور علم ماتدری نفسه بای ارض تموت بھی ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ اور یہی عقیدہ ومذہب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا ہے۔ یہ علوم حیدریہ ہیں تو علوم محبوب خدا کتنے ہوں گے صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم۔

ساتویں کرامت:

ازالۃ الخفا میں شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت فضالہ بن ابوفضالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد ماجد ابوفضالہ کے ساتھ ینبع میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گیا اس وقت آپ علیل تھے تو میرے والد نے عرض کی حضور! ایسی جگہ کیوں مقیم ہیں اگر یہاں حضور والا نے انتقال فرمایا تو جہینہ کے گاؤں والوں کے سوا کوئی نہ آئے گا لہٰذا حضور مدینہ منورہ کو چلیں کہ وہاں اگر وقت آ گیا تو حضور کے چاہنے والے نیازمند حاضر ہوں گے اور وہ حضور کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ اور حضرت ابوفضالہ بدری صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔ تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس درد میں انتقال نہ کروں گا کیوں کہ مجھ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے موت نہ آئے گی جب تک مجھے ضرب نہ لگائی جائے پھر میری داڑھی میرے سر کے خون سے رنگین نہ ہو جائے۔

(ف) مسلمان دیکھیں کہ یہ علم غیب حضرت علی مرتضیٰ کا ہے، ان کو علم ہے کہ اس مرض میں میری موت نہیں ہے بلکہ میری موت کافر کے ہاتھ سے ہے۔ تو حضور سیدنا محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیبیہ کا کیا کہنا جن کے علوم وسیعہ کا علوم حیدریہ پرتو ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ اور یہی عقیدہ ومذہب جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا ہے، فالحمدللہ رب العالمین۔

آٹھویں کرامت:

ازالۃ الخفا میں شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے سامنے دو آدمیوں کا مقدمہ پیش ہوا، تو آپ ایک بوسیدہ دیوار سے بالکل قریب بیٹھ کر مقدمہ سننے لگے۔ ایک شخص نے عرض کی حضور یہ دیوار گرا چاہتی ہے۔ آپ نے فرمایا رہنے دو، اللہ تعالیٰ حافظ وناصر ہے۔ آپ نے وہیں بیٹھ کر ان دونوں کے بیانات سنے اور فیصلہ فرمایا۔ پھر وہاں سے اٹھے آپ کے اٹھتے ہی دیوار زمین پر آ گئی۔ (ف) یہ اولیاء کے علوم مایاتی وما یکون وعلم مافی الغد ہیں تو علوم انبیاء کی کیا شان ہے۔ پھر علوم حضور

سیدالانبیاء کا کیا رتبہ ہے۔

نویں کرامت:

شاہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں لکھا ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بلانے کو بھیجا میں نے ان کے گھر جا کر آواز دی تو جواب نہ ملا میں واپس آیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعہ عرض کیا۔ ارشاد فرمایا: واپس جاؤ آواز دو وہ گھر میں ہی ہیں۔ میں واپس لوٹا آواز دی تو اندر چکی چلنے کی آواز میں نے سنی، میں نے جھانکا تو دیکھا کہ چکی چل رہی ہے آٹا پس رہا ہے اور چکی کے پاس کوئی نہیں ہے تو میں نے پھر دستک دی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہشاش بشاش باہر آئے، میں نے کہا سرکار کرم نے یاد فرمایا ہے تو آپ بارگاہ نبوی میں آئے اور میں نظریں جمائے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا اور حضور والا بھی مجھ پر نظر کرم فرماتے تھے پھر فرمایا اے ابوذر کیا بات ہے؟ میں نے عرض کی سرکاروں کے سرکار! ایک عجیب بات دیکھ کر تعجب میں ہوں، میں نے حضرت علی کے گھر چکی چلتی آٹا پیستی دیکھی اور اس کے پاس کسی کو نہ دیکھا جو چکی کو گھما رہا ہو۔ ارشاد فرمایا اے ابوذر! اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں سیر کرتے ہیں اور وہ میری آل کی مدد کے لیے بھی مقرر ہیں۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔

دسویں کرامت:

شاہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں حضرت حارث سے نقل کیا کہ جنگ صفین میں میں حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ تھا میں نے دیکھا کہ شامیوں کا ایک اونٹ لدا پھندا آیا اور اس نے سوار کو اور سامان کو گرا دیا اور صفیں چیرتا ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس پہنچا اور اپنا ہونٹ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سر اور کندھے کے درمیان رکھا اور کچھ بولتا رہا اور اپنی گردن کے اگلے حصے سے حرکت دیتا رہا، تو حضرت علی شیر خدا نے فرمایا یہ علامت میرے اور حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہے۔ پھر لوگوں نے بہت کوشش کی اور جنگ بہت تیز ہوگئی۔

گیارہویں کرامت:

شاہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں لکھا ہے: حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ عبدالرحمٰن ابن ملجم کو دیکھتے تو ارشاد فرماتے تھے میں اس کی زندگی کا ارادہ کرتا ہوں اور وہ میرے قتل کا ارادہ کرتا ہے۔

صواعق میں ہے ثم قال ھذا واللہ قاتلی فقیل لہ الا تقتلہ؟ فقال فمن یقتلنی. پھر فرمایا خدا کی قسم یہ میرا قاتل ہے۔ عرض کی گئی تو اس کو قتل کیوں نہیں کراتے؟ ارشاد فرمایا پھر مجھے قتل کون کرے گا۔ (ف) حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے قاتل کو پہچانتے تھے۔ اور شاہ صاحب کا بھی یہی عقیدہ و مذہب ہے۔ فالحمدللہ۔

بارہویں کرامت:

الصواعق المحرقہ میں ہے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی ظاہر و باہر اور روشن کرامتوں سے ہے کہ سورج ڈوبنے کے بعد آپ کے لیے نکلتا ہے، جبکہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس آپ کی گود میں تھا اور حضور والا پر وحی نازل ہو رہی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر ادا نہ کی تھی جب وحی منجلی ہوئی تو سورج ڈوب چکا تھا تو حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے میرے اللہ! یہ علی تیری اور تیرے نبی کی اطاعت میں تھے، پس سورج کو ان کے لیے واپس فرما دے، تو ڈوبنے کے بعد سورج نکل آیا۔ فالحمدللہ۔ (ف) اس حدیث کی ائمہ دین میں تصحیح فرمائی۔

تیرہویں کرامت:

صواعق میں ہے یعنی حدیث بیان کی مجھ سے مشائخ کرام کی جماعت نے کہ ہم لوگ حاضر تھے ابو منصور مظفر بن اردشیر قیلوی واعظ کے پاس بعد عصر کے، انھوں نے ردّ شمس کی۔ اس حدیث کو بڑی تفصیل سے بیان کیا اور فضائل اہل بیت نبوی بیان کئے، بیان جاری تھا کہ سورج پر بادل آ گئے اندھیرا چھا گیا لوگوں کو خیال ہوا کہ سورج ڈوب گیا مغرب کا وقت ہو گیا، تو ابو منصور جوش میں منبر پر کھڑے ہو گئے اور سورج کو خطاب کرتے ہوئے کہا ''اے سورج! ڈوبنا نہیں یہاں تک کہ میں مدح پاک آل مصطفےٰ تمام کروں،

اور اپنی عنان کو نہ لپیٹنا کہ میں نے اہل بیت کی تعریف بیان کرنے کا ارادہ کیا ہے، کیا تجھے یاد نہیں کہ تجھے ان کے لیے لوٹایا گیا تھا۔ اگر وہ لوٹنا تیرا ان کے لیے تھا تو اب ان کے غلاموں کے لیے ٹھہر جا۔ جب ابو منصور نے کہا سورج پر سے ابر ہٹ گیا اور آفتاب نکل آیا۔ فسبحٰن اللہ وبحمدہ۔

چودھویں کرامت:

صواعق میں حجر مرادی سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا تو کیا کرے گا جب تجھ کو حکم ہوگا کہ مجھ پر لعنت کر، میں نے عرض کی پھر حضور والا! کیا ایسا ہوگا؟ ارشاد فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کی پھر حضور میں کیا کروں؟ فرمایا لعنت کر اور مجھ سے الگ نہ ہو۔ تو حجاج کے بھائی محمد بن یوسف نے جو یمن کا حاکم تھا عبد الملک بن مروان کی جانب سے مجھے حکم دیا کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کروں، تو میں نے کہا لوگو! امیر نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں حضرت علی پر لعنت کروں پس تم سب اس پر لعنت کرو، خدا کی لعنت ہو اس پر۔ تو میرے کلام کو ایک شخص کے سوا کوئی نہ سمجھا۔ (ف) دیکھئے حضرات اولیائے کرام کو بھی حضور عالم ما کان وما یکون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل میں علم غیب ما یکون وما فی الغد حاصل ہے۔ فالحمد للہ۔

پندرہویں کرامت:

وسیلۃ النجاۃ میں ہے کہ ایک دن حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حاضرین مجلس کو خبر دی کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرماتے سنا ہو وہ گواہی دے۔ بارہ انصاری حاضر تھے انھوں نے گواہی دی، ایک دوسرے شخص حاضر تھے انہوں نے گواہی نہ دی تو آپ نے فرمایا: اے فلاں تو نے گواہی کیوں نہیں دی باوجودیکہ تو نے یہ حدیث سنی ہے۔ عرض کی میں بوڑھا ہوگیا ہوں، یاد نہیں رہا۔ حضرت امیر نے دعا کی اے اللہ! اگر یہ شخص جھوٹ کہتا ہے تو اس کے چہرے یا پیشانی پر سفیدی کردے جو عمامہ سے چھپ نہ سکے۔ راوی کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں نے اس شخص کو اس کے بعد دیکھا کہ دونوں آنکھوں کے درمیان اس کی پیشانی پر سفید داغ تھا۔ معاذ اللہ

سولہویں کرامت:

وسیلۃ النجاۃ میں ہے کہ نہر فرات میں ایک سال سیلاب آیا، کوفہ والوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی، حضور والا! فرات طغیانی پر ہے سب کھیتیاں برباد ہو جائیں گی تو کیا ہوگا۔ خدا تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ پانی کم ہو جائے تو آپ دولت سرا میں گئے اور سب لوگ انتظار میں در دولت پر کھڑے رہے کہ آپ اس شان سے جلوہ فرما ہوئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا جبہ اقدس زیب جسم اور چادر اقدس اوڑھے اور عمامہ مبارک سر انور پر اور عصائے حضور دست پاک میں۔ پھر گھوڑے پر سوار ہو کر چلے اور سب لوگ ہمراہی میں پیدل چلے جب فرات کے کنارے پہنچے تو گھوڑے سے اتر کر دو رکعت نماز ہلکی قراءت سے پڑھی پھر دعا مانگ کر اُٹھے اور عصا دست پاک میں لیا اور فرات کے پل پر تشریف لائے اور حضرت امام حسن وحضرت امام حسین رضی اللہ عنہما بھی ساتھ تھے پس آپ نے عصا سے پانی کی طرف اشارہ کیا تو ایک گز پانی کم ہوگیا۔ ارشاد فرمایا اتنا کافی ہے؟ لوگوں نے عرض کی حضور والا ابھی بہت ہے، پھر اپنے عصائے مبارک سے اشارہ کیا تو ایک گز اور کم ہوا پھر اشارہ فرمایا تو ایک گز اور کم ہوگیا۔ لوگوں نے عرض کی کہ اے امیر المومنین بس اتنا کافی ہے۔

سترہویں کرامت:

وسیلۃ النجاۃ میں شواہد النبوۃ سے ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک دن کہا کہ میں اپنا آخر حال کیونکر جانوں، حاضرین نے کہا ہمارے پاس کوئی طریقہ اس کے معلوم کرنے کا نہیں ہے۔ حضرت امیر معاویہ نے فرمایا میں اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے معلوم کرتا ہوں کہ ان کی زبان پر جو جاری ہوتا ہے وہ حق ہوتا ہے باطل نہیں ہوتا۔ پھر حضرت امیر معاویہ نے اپنے معتمد تین آدمی بلائے اور فرمایا تم لوگ کوفہ جاؤ اور باری باری ایک ایک دن کوفہ میں داخل ہو کر میرے مرنے کی خبر دو لیکن مرنے کی بیماری کی اور دن تاریخ اور نماز پڑھانے والے کے نام میں سب متفق ومتحد بیان دیں۔ حضرت معاویہ کے فرمانے کے مطابق تینوں شخص روانہ ہوئے اور کوفہ کے قریب پہنچ کر دو دو رک گئے اور

ایک شہر میں گیا، کوفہ والوں نے نو وارد کو دیکھ کر پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟ بولا شام سے، لوگوں نے کہا کہ شام کی کیا خبر ہے؟ نو وارد نے کہا امیر کا انتقال ہوگیا۔ لوگوں نے جا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر دی، آپ نے سن کر کچھ توجہ نہیں فرمائی۔ دوسرے دن دوسرا شخص کوفہ شہر میں آیا لوگوں نے نیا سمجھ کر دریافت کیا کہاں سے آ رہے ہو؟ بولا شام کا باشندہ ہو وہیں سے آیا ہوں، لوگوں نے شام کے حالات معلوم کئے اس نے وہی سب حالات سنائے جو کل والے نے سنائے تھے۔ کوفیوں نے آج بھی حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو شام کی خبریں سنائیں، آپ نے پھر کچھ نہ فرمایا۔ تیسرے روز تیسرا شخص داخل شہر ہوا، لوگوں کے دریافت کرنے پر بالکل وہی حالات سنائے جو اگلے دونوں شامی سنا چکے تھے انھیں لفظوں میں سنائے جو اگلے دن شامی سنا چکے تھے۔ آج لوگوں نے جا کر حضرت شیر خدا مشکل کشا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے شامی حالات بیان کر کے عرض کی حضور! مختلف لوگوں سے تین دن میں بالکل متحد الفاظ میں امیر شام کے انتقال کی خبریں ملی ہیں جو صحیح ہی ہونا چاہئے۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا: امیر شام معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال نہ ہوگا جب تک کہ میری داڑھی میرے سر کے خون سے رنگین نہ ہو جائے، یعنی میری شہادت کے بعد ان کا انتقال ہوگا۔ (ف) اس سے ظاہر ہے کہ آپ کو اپنی موت کا وقت اور اس کا سبب اور قاتل اور قاتل کے ضرب کی جگہ اور دوسرے سر کے خون سے ریش مبارک کا خون آلود ہونا، اور حضرت معاویہ کا اس وقت تک زندہ رہنا اور اس کے بعد انتقال کرنا ان سب کا مکمل علم علم نبویہ کے تصدق و توسط میں آپ کو عطا ہوا تھا۔ فسبحٰن اللہ وبحمدہٖ۔

اٹھارہویں کرامت:

صواعق محرقہ میں ہے کہ صبح شہادت جب آپ دولت کدہ سے مسجد کو تشریف لے جانے لگے کہ صحن مکان میں بطخوں نے حضور کا راستہ روک لیا اور شور کرنے لگیں، لوگوں نے ان کو ہٹانا چاہا تو آپ نے ارشاد فرمایا انھیں نہ ہٹاؤ یہ نوحہ کرتی ہیں۔ (ف) ظاہر ہے کہ حضور والا کو اپنی شہادت کا بھی علم تھا اور بطخوں کا بین کرنا بھی سمجھ رہے تھے۔

انیسویں کرامت:

صواعق میں ہے کہ جس رات کی صبح آپ پر حملہ ہوا اس رات میں آپ بار بار باہر تشریف لاتے اور آسمان کو دیکھتے اور فرماتے خدا کی قسم! میں جھوٹ بولا اور نہ جھٹلایا گیا، یقیناً یہی رات ہے، جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا۔ (ف) یہ علوم پاک سید الاولیاء ہیں تو علوم انبیاء کا کیا کہنا اور علوم سید الانبیاء کا کیا کہنا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

بیسویں کرامت:

علامہ شیخ احمد شہاب الدین نے قلیوبی میں لکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حضور ایک غلام کو لائے جس نے چوری کی تھی، تو حضرت امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا تو نے چوری کی؟ اس نے عرض کی جی ہاں! آپ نے تین بار اس سے اقرار لیا، اس نے تینوں بار چوری کا اقرار کیا تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، پس ہاتھ کاٹ دیا گیا، تو وہ چلا گیا۔ راستہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی آپ نے اس سے فرمایا تیرا ہاتھ کس نے کاٹا اس نے کہا دین کے مددگار اور دامادِ رسول اور زوج بتول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے صاحبزادے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے۔ تو حضرت سلمان نے فرمایا کہ انھوں نے تیرا ہاتھ کٹوایا اور تو انھیں کی تعریف کرتا ہے؟ اس نے عرض کی کہ حضرت علی نے میرا ہاتھ کٹوا کر مجھ کو عذاب جہنم سے بچا لیا۔ پھر حضرت سلمان نے اس واقعہ کی حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو خبر دی۔ حضرت امیر المومنین نے حبشی غلام کو بھیج کر اس مقطوع الیہ کو بلایا اور اس کا کٹا ہاتھ اس کی جگہ رکھ کر رومال سے ڈھک دیا اور دعا کی فوراً اس کا ہاتھ اللہ کے حکم اور آپ کی کرامت سے اچھا ہو گیا۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

یہ شان حضرت علی کی ہے تو حضور محبوب خدا کی کیا شان ہوگی!

اکیسویں کرامت:

جو کتب سیر میں معروف و مشہور ہے کہ دربار خلافت میں ایک عورت نے استغاثہ کیا کہ میرا نکاح اس مرد کے ساتھ ہوا مگر آج تک میری اور اس کی موافقت نہیں ہوئی۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: تم دونوں میں ازدواجی موافقت نہ ہوگی۔ جب تو مسلمہ خاتون نے سبب معلوم کیا تو حضرت امیر نے دونوں کو الگ بلایا اور فرمایا تو اس مرد کی ماں ہے اور وہ تیرا بیٹا ہے۔ اس نے عرض کی سرکار! میری شادی تو اب ہوئی یہ میرا بیٹا کیسا۔ ارشاد فرمایا: یاد کر حالت کفر میں تو نے فلاں شخص سے زنا کرایا اور حمل رہا، جب بچہ پیدا ہوا تو اخفائے راز کے لیے تو نے کپڑے میں لپیٹ کر جنگل میں ڈال دیا مگر پہچان کے لیے تو نے دیکھا تو اس کا ایک کان چھوٹا اور ایک بڑا تھا۔ یہ واقعہ ہے۔ عرض کی جی ہاں! ارشاد فرمایا تو جب واپس لوٹی تو بچہ کے پاس کتا آتے دیکھا تو پتھر مارا جو بچہ کی پیشانی پر لگا تو پھر واپس ہوئی اور دوپٹہ کا ٹکڑا جلا کر بھرا اور پٹی باندھی یہ بھی ہوا، عرض کی جی حضور! فرمایا دونوں نشانیاں اس میں دیکھ، جب اس نے دونوں نشانیاں اس مرد میں دیکھ لیں، تو ارشاد فرمایا لے جا یہ تیرا بیٹا ہے اور تو اس کی ماں ہے اللہ تعالیٰ نے تم دونوں نو مسلموں کی حفاظت فرمائی۔ وہ خاتون اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر رخصت ہوگئی۔

(ف) علوم اولیاء میں یہ علم ما کان ہے تو علوم انبیاء اور علوم حضور سیدنا محبوب خدا کی کیا شان ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وآلہ واصحابہ وسلم۔

بائیسویں کرامت:

امام جلال الدین سیوطی شافعی نے انیس الجلیس میں لکھا ہے کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بازار شہر بغداد سے گزر فرما رہے تھے تو ایک نجومی کو دیکھا کہ بہت بڑھ چڑھ کے باتیں بنا رہا ہے۔ حضرت سیدنا علی نے جا کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا تم سے میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں کیونکہ تم اپنے فن میں بڑے کامل و ماہر ہو، آسمانوں زمینوں اور طبائع اور اقلیموں اور تندرستی اور بیماری اور ارزانی و گرانی کی خبر دیتے ہو، نجومیوں کے سردار ہو، ذرا ٹھہرو میں کھانا لے آؤں پھر ہم تم کھائیں گے اور میں ان لوگوں کو تمہاری بزرگی بتاؤں گا اور تمہیں مشہور کروں گا۔ پھر حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے اور ہانڈی میں دودھ اور دو روٹیاں لے کر آئے اور نجومی کے آگے رکھ کر ایک روٹی اس کو دی اور ایک خود لی، اور فرمایا اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس میں ڈالو، اور اپنی روٹی بھی ٹکڑے

کر کے اسی میں ڈال دی پھر آپ نے انگلی سے خوب ملا دیا جب نجومی نے کھانے کو ہاتھ بڑھایا تو حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ٹھہرو پہلے اپنے علم کی ان ٹکڑوں پر آزمائش کرو۔ نجومی بولا ان پر کیسے امتحان کروں؟ فرمایا تم اپنے نجوم سے ان ٹکڑوں کو پہچانو جن کو تم نے توڑا ہے، نجومی بولا یہ بات تو میں نہیں جان سکتا نہ یہ نجوم سے معلوم ہو سکتی ہے، آپ نے فرمایا او کذاب! جس روٹی کے ٹکڑے تو نے خود ابھی ابھی کیے ان کو تو نہیں پہچان سکتا تو آسمان و زمین کا غیب تجھ کو کیونکر معلوم ہوا؟ نجومی بولا اے حضرت علی! کیا آپ اپنے ہاتھ سے کیے ہوئے ٹکڑوں کو میرے ہاتھ کے ٹکڑوں سے الگ کر سکتے ہیں؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں تو غیب جاننے کا دعویٰ نہیں کرتا، غیب کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے یا جس کو وہ بتائے وہ جانے، نجومی بولا! کاش میں دیکھتا خدائے تعالیٰ کس طرح میرے ٹکڑوں کو آپ کے ٹکڑوں سے جدا فرماتا ہے تو میں نجوم سے توبہ کرتا۔ یہ سن کر آپ نے دعا کی یک بیک اس برتن میں جوش پیدا ہوا اور نجومی کے توڑے ہوئے ٹکڑے ابھرا ابھر کر برتن سے باہر گر پڑے، نجومی یہ دیکھ کر فوراً تائب ہوا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس برتن سے ان سب حاضرین کو خوب کھلایا کہ سب شکم سیر ہوگئے اور برتن میں سے بہت تھوڑا سا کم ہوا۔ **فالحمد للہ رب العلمین**

(ف) محبوبان خدا کو اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی قدرتی طاقتیں عطا فرمائی ہیں۔ یہ شان حضرت علی مرتضیٰ کی ہے تو حضور سیدنا محبوب خدا کی کیا شان ہوگی!

کرامات حضرت سیدہ
خاتون جنت رضی اللہ عنہا

(۱) و (۲) صواعق محرقہ میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا اولاد آدم میں حور ہے کہ نہ اسے حیض آیا نہ نفاس۔ یہ کرامت و بزرگی صرف آپ ہی کی ہے۔ رضی اللہ عنہا

(۳) سیاحین فرشتے آپ کا کام کاج کرتے کبھی چکی چلاتے اور کبھی شاہزادوں کو جھولا جھلاتے۔ حدیث پاک گزری یؤکلون بعونة آلِ محمد حضور پرنور مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں ۔

مجھ کو کیا منہ عرض کا لیکن ملائک یوں کہیں
شاہزادی در پہ حاضر ہے یہ منگتا نور کا
تابش عقد انامل سے ہیں چھلے پور پور
ہے علی بند اس کف انور میں سچہ نور کا
آرہا ہے آدمی بن کر فرشتہ نور کا
پڑ گیا ہے طائر سدرہ کو چسکا نور کا
کہہ دو فضہ دے دیں سونے کا نوالا نور کا
اپنے بچوں کا تصدق دے دو صدقہ نور کا

روضۃ الشہداء میں ہے کہ قریش کی کچھ عورتیں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی اے سرکار صادق وامین! ہم میں فلاں لڑکی کی شادی ہے ہم تمنا رکھتے ہیں کہ آپ حضرت فاطمہ کو اس میں بھیجیں وہ تشریف لا کر قریش کی شادی کی محفل دیکھیں اور ہماری عزت بڑھائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرما کر انہیں رخصت کیا اور دولت خانہ میں تشریف لائے اور فرمایا اے نورِ نظر! قریش کے فلاں گھر میں شادی ہے، عورتیں تمہیں دعوت دے گئی ہیں لہٰذا وہاں جاؤ۔ حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے عرض کی پدر بزرگوار! وہاں قریش کی عورتیں بیش قیمت لباس پہنے موجود ہوں گی، میں اس لباس میں جاؤں گی تو وہ طعن کریں گی، ارشاد فرمایا جان پدر! یہ قیمتی لباس ان مشرکات کا چندروزہ ہے اور اس کے بعد ان کے لیے دوزخ کا قید خانہ ہے۔ جنت کی نعمتیں ایمان والوں کے لیے ہیں یہ گفتگو تھی کہ حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فاطمہ کو وہاں ضرور بھیجیں ان کے جانے پر وہاں کچھ عجائبات وغرائب کا ظہور ہوگا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ خاتون

جنت رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ جبریل یہ پیغام لائے ہیں کہ تمہارا وہاں جانا ضروری ہے۔ وہاں قریش کی کچھ عورتیں تمہارے جانے سے مشرف بہ اسلام ہوں گی۔ آپ نے عرض کی ابا جان! میں تابع فرمان ہوں ضرور جاؤں گی فوراً آپ نے دوپٹہ درست فرمایا اور چادر مبارک اوڑھ کر تنہا روانہ ہوئیں۔ وہاں قریش کی عورتیں اس گمان میں بنی سنوری بیٹھی تھیں کہ ہمارے یہ لباس فاخرہ اور مرصع بجواہر تاج اور زیورات دیکھ کر حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا اپنی مسکینی ونا داری پر ضرور افسوس کریں گی اور اس محفل میں آ کر شرمندہ ہوں گی، مگر خدائے تعالیٰ مسبب الاسباب کی طرف سے غیبی سامان یہ ہوا کہ بیک وقت قریشی عورتوں کے کانوں میں آواز آئی کہ سلطنت الٰہیہ کی شاہزادی تشریف لائیں، ہوشیار ہو کر دیکھا تو دروازہ پر ایک حسینہ وجمیلہ شہزادی لباس شاہانہ زیب بر وتاج مکلل بجواہر بر سر کنیزان شاہی کے جھرمٹ میں جلوہ افروز ہوئیں جن کے چہرۂ پُرنور کی نوری شعاعوں سے در ودیوار منور ہوگئے جن کی کنیزوں کے حسن وجمال اور لباس فاخرہ کے سامنے نازنینان قریش کا حسن ماند پڑ گیا سب بے ساختہ قیام تعظیمی کو اُٹھیں اور پرتپاک خیر مقدم کے ساتھ لا کر آپ کو مسند پر بٹھایا اور بغور دیکھ کر پہچانا تو ساری خود شرمندہ ہوئیں اور آپ کے لباس وزیور اور تاج کے جواہرات کو دیکھ کر حیران تھیں کہ یہ کہاں سے آیا اور کس کاریگر نے بنایا۔ عرض کی سرکار! کھانے پینے کو کیا حاضر کریں۔ ارشاد فرمایا میرے پدر بزرگوار کا فخر یہ ہے کہ اجوع یومین دوروز بھوکا رہوں اور صبر کروں واشبع یوما اور ایک دن کھانا کھا کر شکر کروں۔ عرض کی حضور والا کی جو مرضی ہو ارشاد فرمائیں تا کہ ہم وہی کام کریں جو آپ کی خوشنودی کا ہو، ارشاد فرمایا کہ میرے والد ماجد اور اللہ تعالیٰ کی رضا اس میں ہے کہ آپ لوگ بت پرستی چھوڑ کر اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا دلی تصدق کے ساتھ زبان سے اقرار کریں۔ یہ سنتے ہی بہت سی قسمت والی عورتوں نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور دولت ایمان سے مشرف ہوئیں انتہیٰ مختصراً فسبحٰن اللہ وبحمدہ وصلی اللہ علیہ و علیہا وعلیٰ الٰہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم تسلیما کثیرا۔

کرامت:۴

روضۃ الشہداء میں ہے امام نجم الدین عمر نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے دیکھا کہ شاہزادی رنجیدہ رو رہی ہیں فرمایا کہ رونے کا سبب کیا ہے؟ عرض کی بابا جان! حکایت کے طور پر ہے نہ شکایت کی طرح، تین روز گزرے کہ کوئی چیز کھانے کی میسر نہ ہوئی بچے بہت نڈھال ہو رہے ہیں انھیں دیکھ کر رونا آ گیا۔ یارسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ کے حضور مناجات میں بندہ اپنا حال عرض کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے اس کا حال سن کر خوش ہوتا ہے۔ حضرت سیدہ خاتون جنت نے اندر جا کر دو رکعت نماز پڑھی پھر ہاتھ پھیلا کر دعا مانگی کہ اے رب کریم! تو خوب جانتا ہے کہ ہم کمزوروں کو پیغمبروں کی سی قدرت وقوت وصبر وضبط میسر نہیں، یا مجھے طاقت عطا فرما، یا اس سے راحت عطا کر، یہ مناجات کرتے ہوئے بیہوش ہو کر زمین پر آ گئیں، جبریل علیہ السلام بارگاہ محبوب خدا میں حاضر ہوئے عرض کی اے سرکاروں کے سرکار! اُٹھیے، فرمایا کیا ہوا؟ عرض کی حضرت فاطمہ کے نالے سے فرشتوں میں لرزہ پڑ گیا اور وہ خود بیہوش ہو گئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا اور شاہزادی کا سر مبارک اٹھا کر زانو انور پر رکھا سرکار کے گیسوئے معنبر ومعطر کی خوشبو سے ہوش آیا، اٹھ کر بیٹھیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست یدُاللّٰہی آپ کے سینہ پر رکھ دیا اور دعا کی اے اللہ اس کو بھوک سے محفوظ ومامون کر دے، فرماتی ہیں اس دعا کے بعد میں کبھی بھوکی نہ ہوئی، یعنی بھوک کی تکلیف نہ ہوئی۔ فالحمد للہ

کرامت:۵

نیز روضۃ الشہدا میں ہے کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما ہوئے فرمایا اے نور نظر! کیونکر گزر ہو رہی ہے؟ عرض کی پدر بزرگوار! میں اور میری اولاد اور حضرت علی تین دن ہوئے کھانے کی کوئی چیز نہ چکھی بلکہ کھانے کی چیزوں میں سے کسی کی بو بھی نہیں سونگھی۔ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ

وسلم نے دست اقدس اٹھائے اور دعا کی الٰہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی اہل بیت کو روزی دے جیسے مریم بنت عمران کو دی اس کے بعد فرمایا اے فاطمہ اپنی کوٹھری میں جا کر دیکھو، تو حضرت سیدہ کوٹھری میں گئیں اور حضرات کریمین بھی آپ کے پیچھے پیچھے دوڑتے گئے، حضرت سیدہ نے دیکھا کہ ایک کاسہ جواہرات سے سجا ہوا رکھا ہے اور ایک کاسہ ثرید سے لبریز ہے اور اس کے اوپر بھنا ہوا گوشت رکھا ہے اور مشک جیسی مہک اس میں سے آ رہی ہے آپ وہ کاسہ لیے ہوئے باہر آئیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور رکھ دیا، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ربّ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس لے کر کھاؤ۔ تو حضور والا اور حضرت علی اور حضرت خاتون جنت اور حضرت حسنین کریمین نے اس میں سے کھایا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ کھانا سات دن رات اسی طرح رہا اور ان دونوں میں دونوں وقت یہ حضرات کرام اسی میں سے کھاتے رہے اور وہ نہ کم ہوا اور نہ وہ خراب ہوا۔ ایک دن حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اس گوشت کا ایک لقمہ لئے گھر سے باہر تشریف لائے تو ایک یہودیہ نے اسے دیکھ کر عرض کی کہ اے نبی کے گھر والو! تمہاری بھوک کو دور کرنے کو یہ گوشت کہاں سے آیا۔ حضرت شاہزادہ نے فرمایا یہ عالم غیب سے ہمیں عطا ہوا ہے۔ یہودیہ نے عرض کی یہ نوالہ مجھے دے دیجئے۔ چونکہ آپ بچپن ہی سے سخی تھی، لہٰذا دست پاک بڑھایا کہ وہ لقمہ یہودیہ کو دے دیں کہ فرشتے وہ لقمہ لے گئے اور اس کاسہ کو بھی گھر سے لے گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر اس کھانے کا اظہار غیروں میں نہ ہوتا تو زندگی بھر کھاتے رہتے کبھی ختم نہ ہوتا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

کرامت:۶

روضۃ الشہداء میں ہے کہ بعض تفسیروں سے ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے گھر میں جلوہ افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا تمہارے یہاں کچھ کھانے کو ہے کہ تمہارے باپ نے تین روز سے کچھ نہیں کھایا اور ازواج مطہرات کے یہاں بھی کچھ نہ تھا۔ حضرت سیدہ نے عرض کی یارسول اللہ! ہم

لوگوں کا بھی ایسا ہی حال ہے، حضور سرورانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے حضرت سیدہ فاطمہ نے دعا کی الٰہی! غیب سے کھانا پہنچا کر میرے دل کو پدر بزرگوار کی اس پریشانی سے آزادی دے، آپ دعا کر ہی رہی تھیں کہ کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ آپ کی خادمہ گئیں دروازہ پر ایک انجان شخص کو دیکھا اس نے روٹی اور کچھ بھنا ہوا گوشت ان کو دیا اور کہا یہ ہدیہ ہے حضرت شاہزادی صاحبہ کو پہنچا دو، خادمہ وہ تحفہ لئے اندر آئیں اور حضرت سیدہ کے پاس وہ کھانا رکھ دیا۔ حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے مہمانی کا سامان مکمل پا کر لکڑی کے کاسہ میں کھانا رکھ کر سرپوش ڈھک دیا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لانے کو بھیجا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کاسہ چوبیں آپ کے قریب رکھا تھا جب آپ نے دعا کی تو دیکھا کہ کاسہ سے بھاپ اٹھ رہی ہے، بغور دیکھا تو اس برتن کو تازہ کھانے سے لبریز پایا، آپ نے سرپوش ڈھک دیا اور حضرت امام حسن کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں بھیجا۔ ذرا دیر میں حضور سید کونین نے جلوہ فرما کر آپ کے گھر کو اپنے نور سے منور فرمایا۔ حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے وہ کھانے کا برتن پیش کیا اور برسم خدمت گزاری کھڑی رہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرپوش اٹھا کر ملاحظہ فرمایا کہ تازہ عمدہ اور لذیذ کھانوں سے برتن پر ہے، حضرت فاطمہ نے یہ عجیب حال دیکھ کر اللہ عزوجل کی حمد کی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انی لک هذا اے فاطمہ یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ آپ نے بالہام غیبی جواب عرض کیا: هو من عندالله، یہ اللہ کے پاس سے پہنچا ہے۔ ان الله یرزق من یشاء بغیر حساب ٥ یہ سن کر سرکار کے چہرۂ اقدس پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے اور ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کو حمد ہے جس نے بنی اسرائیل کی عورتوں کی سردار مریم بنت عمران کی مثل تم کو بزرگی بخشی کہ حضرت مریم کو جب اللہ تعالیٰ روزی بھیجتا اور حضرت زکریا علیہ السلام دریافت کرتے انی لک ہذا تو حضرت مریم رضی اللہ عنہا یہی جواب دیتیں هو من عندالله ان الله یرزق من یشاء بغیر حساب ٥ اس کے بعد حضور اکرم وحضرت سیدہ وحضرات

حسنین کریمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم سب نے اس کھانے سے سیر ہو کر تناول فرمایا اور ازواج مطہرات کے لیے بھی اسی میں سے بھیجا۔ راوی کہتا ہے کہ تمام اہل بیت اور ان کے متعلقین نے وہ کھانا خوب سیر ہو کر کھایا لیکن وہ کاسہ چوبیں کھانے سے اسی طرح بھرپور رہا تو حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے وہ کھانا پڑوسیوں کو بھی فراخی کے ساتھ بھیجا اور بہت خاص وعام کو اس کا فائدہ پہنچا۔ فالحمد لله رب العلمين والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین وعلی اله وصحبه اجمعین۔

کرامت:۷

نزہت میں علامہ صفوری شافعی نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا تہبند فروخت کر رہے تھے کہ کچھ کھانے کو خریدیں تو چھ درم میں فروخت کیا، اتنے میں ایک سائل نے سوال کیا آپ نے وہ چھ درم اس کو دے دیئے پھر ایک اعرابی ایک اونٹنی لیے آئے اور کہا اے ابوالحسن یہ اونٹنی خریدتے ہو؟ آپ نے فرمایا میرے پاس اس کی قیمت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا قیمت پھر دینا، آپ نے سو درم میں خریدا، ابھی کچھ آگے بڑھے تو ایک دوسرے اعرابی ملے انھوں نے کہا یہ اونٹنی بیچتے ہو، فرمایا ہاں، میں نے سو درم میں خریدی ہے، انہوں نے کہا میں نے سو درم میں خریدی اور ساٹھ درم آپ کو نفع دیتا ہوں، آپ نے اونٹنی دے دی۔ آپ آگے بڑھے تو پہلے اعرابی ملے اور بولے اونٹنی بک گئی؟ فرمایا ہاں! انھوں نے قیمت مانگی آپ نے سو درم دیدیے، ساٹھ درم لے کر آئے، حضرت سیدتنا خاتون جنت نے فرمایا یہ کیسے ملے، فرمایا اللہ کے ساتھ سودا کیا اور واقعہ بتایا پھر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا، ارشاد فرمایا: بیچنے والے جبریل تھے اور خریدنے والے میکائیل تھے اور اونٹنی حضرت فاطمہ کی ہے جس پر وہ سوار ہو کر میدان حشر میں گزریں گی۔

کرامت:۸

نزہۃ المجالس میں ہے کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ دولت سرا میں آئے تو بچے رو رہے تھے، آپ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سبب معلوم کیا، آپ نے فرمایا

بھوک کی شدت سے بے چین ہیں، تو آپ نے ایک دینار قرض لیا، اسی وقت ایک شخص نے عرض کی اے ابوالحسن! میرے بچے بھوک سے رو رہے ہیں، تو آپ نے وہ دینار اسے دے دیا، ابھی چلے تھے کہ حضور آقائے کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ارشاد فرمایا اے علی، اے ابوالحسن! آج رات مجھے کھانا نہیں کھلاتے، عرض کی ضرور! سرکار تشریف فرما ہوں، پھر سرکار کے جلو میں گھر آئے تو ثرید رکھا ہوا پایا وہ پیش کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے ساتھ تناول فرمایا کھانے کے بعد ارشاد فرمایا یہ کھانا اس دینار کا بدلہ تھا جو تم نے فلاں شخص کو دیا۔ فسبحٰن اللہ وبحمدہ۔

□□□

سبط اکبر حضرت سیدنا
امام حسن رضی اللہ عنہ

پہلی کرامت:

روضۃ الشہداء میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوے میں تشریف لے گئے تھے اور حضرت علی مرتضیٰ کو ساتھ لے گئے تھے دونوں شاہزادے بچے تھے۔ حضرت سید امام حسین رضی اللہ عنہ دولت خانہ سے باہر آئے اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے شہر کے باہر نخلستان میں پہنچ گئے اور وہاں سے واپسی کا ارادہ تھا کہ صالح بن رقعہ یہودی ادھر سے گزرا شاہزادہ کو حیرت زدہ دیکھ کر اپنے گھر لے گیا اور چھپا دیا۔ جب نماز عصر کا وقت ہوگیا اور حضرت امام حسین گھر نہ پہنچے تو حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو زیادہ فکر ہوئی آپ بار بار کاشانہ اقدس کے دروازے پر تشریف لاتیں اور واپس جاتیں کوئی آدمی نہ ملتا جس کو شہزادہ کی تلاش میں بھیجتیں، بہت انتظار کرکے آپ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا جانِ مادر! اپنے بھائی حسین کو تلاش کر کے لاؤ، حضرت امام حسن والدہ ماجدہ کا حکم سن کر نکلے اور مدینہ منورہ کے شہر سے باہر نخلستان میں پہنچ کر آپ نے آوازیں دیں

اے حسین بن علی، ای قرۃ عین النبی این انتَ؟ اے حسین کہاں ہو؟ اپنے بھائی کو اپنا دیدار کیوں نہیں کراتے؟ مگر اس آواز کا کوئی جواب نہ آیا۔ یک بیک ایک ہرن دکھائی دیا، آپ نے جوش میں فرمایا: ظبی ھل رأیت اخی حسیناً؟ اے ہرن میرے بھائی حسین کو تو نے دیکھا ہے؟ بقدرت الٰہی اس ہرن نے انسانی زبان میں عرض کی اخذہ صالح ابن رقعہ الیھودی واخفی فی بیتہ۔ حضور! شاہزادے کو صالح بن رقعہ یہودی نے پکڑ کر اپنے گھر میں چھپا دیا ہے۔ حضرت سیدنا امام حسن اس کے گھر پر تشریف لائے اور صالح کو آواز دی، صالح باہر آیا آپ نے فرمایا: میرے بھائی حسین کو لا کر میرے سپرد کر، ورنہ یاد رکھ کہ اگر میری والدہ ماجدہ نے اپنی مناجات میں تیرے لیے دعائے ہلاکت کی تو تیرے کنبہ قبیلہ کا پتہ نہ چلے گا اور اگر پدر بزرگوار سے عرض کروں گا تو ان کی تلوار ذوالفقار سے کوئی یہودی نہ بچے گا اور اگر میں حضور نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کروں اور آپ کے لبہائے مبارک تیری ہلاکت کی دعا کو حرکت فرمائیں تو سارے یہودی ہلاک ہوجائیں گے۔ صالح اس گفتگو اور شاہزادے کے یہاں تک بھائی کی تلاش میں پہنچنے سے حیران تھا، عرض کی شاہزادے! آپ کی والدہ ماجدہ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا حضرت سیدہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو صالح نے عرض کی اے جگر گوشہ رسول خدا، ونور نظر علی مرتضیٰ اس سے پہلے کہ آپ کو بھائی سپرد کروں مجھ کو حلقہ بگوش اسلام بنائیے، حضرت امام حسن نے اس کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور صالح صدق دل سے مسلمان ہوا اور حضرت امام حسین کو گھر سے لا کر آپ کے سپرد کیا اور شاہزادوں پر زر سرخ وسپید نثار کر کے رخصت کیا۔ حضرت سیدنا امام حسن بھائی کو لے کر دولت کدہ پر پہنچے حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا دونوں شاہزادوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ فسبحٰن اللہ وبحمدہ۔

دوسری کرامت:

صواعق محرقہ میں ہے حضرت سیدنا وابن سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے سفر آخرت کے وقت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا اے بھائی! خدا کی قسم ہم

میں نبوت اور خلافت دونوں کو اللہ تعالیٰ جمع نہ فرمائے گا، ہوسکتا ہے کہ سلہائے کوفہ دھوکہ دے کر تم کو وطن سے نکالیں یا تم سے خروج کرائیں اور وقت پر ساتھ چھوڑ دیں۔

(ف) علم غیب اولیاء سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی دو کرامتیں اس روایت میں ہیں۔ ایک یہ کہ ہم میں نبوت شروع ہوئی اور ہم میں ہی نبوت ختم ہوئی تو خلافت ہم میں نہ ہوگی، اور اگر ہوگی تو تسلط واقتدار حاصل نہ ہوگا۔ دوسرے کوفہ والوں کا حضرت امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بلانا، وطن سے بے وطن بنانا، وعدے وعید کرنا اور وقت پر ساتھ چھوڑ جانا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔

تیسری کرامت:

صواعق محرقہ میں ہے امام حسن رضی اللہ عنہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں دفن کیا جاؤں۔ تو آپ نے اجازت دے دی، جب میرا انتقال ہو تو ان کے پاس جا کر وعدہ یاد دلانا وہ تو اجازت دے چکیں اور پھر دیں گی، لیکن مجھے یقین ہے کہ لوگ تم کو اس سے روکیں گے تو اگر روکیں تو ان سے جھگڑا نہ کرنا۔ پس جب آپ کا وصال ہوا تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور وعدہ یاد دلایا۔ حضرت ام المومنین نے فرمایا ضرور اور ان کی بزرگی یہی ہے کہ روضہ اقدس میں دفن ہوں۔ مگر مروان نے روکا تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے صلاح جنگ درست کئے کہ حضرت سیدنا ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ آئے اور آپ کو جنگ سے روکا اور حضرت امام حسن کی وصیت یاد کرائی اور بقیع شریف میں حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے مزار پاک کے قریب دفن کیا۔ (ف) علوم اولیاء میں یہ علم مایکون وعلم مافی الغد ہے۔

چوتھی کرامت:

صحاح میں یہ بھی مذکور ہے کہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادی اور جنگی میدان صلح وآشتی اور بھائی چارے سے بدل دیا۔ فالحمد للّٰہ علی ذالک۔

پانچویں کرامت:

جو میدان کربلا میں ظاہر ہوئی جب حضرت قاسم بن حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا شہزادہ گلگوں قبا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ سے میدان کارزار میں جانے کی اجازت چاہی تو حضرت امام نے اجازت نہ دی اور فرمایا تم میرے بھائی کی نشانی ہو میں تم کو میدان وغا میں جانے کی اجازت نہ دوں گا۔ حضرت سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ باچشم گریاں وسینہ بریاں حضرت امام کی خدمت سے واپس ہوئے اور سوچنے لگے کہ کیا صورت ہو جو امام عالی مقام پر اپنی جان قربان کرنے کی اور اشقیا کو بھگانے کی اجازت ہے۔ روضۃ الشہداء میں ہے کہ یک بیک حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کو یاد آیا کہ والد ماجد نے ایک تعویذ آپ کے بازو پر باندھا تھا اور فرمایا تھا کہ جس وقت بہت رنج وغم ہو تو اس تعویذ کو کھولنا اور اس کو پڑھ کر اس میں لکھے ہوئے کے مطابق عمل کرنا۔ حضرت سیدنا قاسم نے خیال فرمایا کہ اس وقت جو حالت وکیفیت ہے اس سے بڑھ کر اور کیا پریشانی ہوگی، اب تعویذ کو کھولنا اور پڑھ کر اس کے موافق عمل کرنا چاہئے لہٰذا اس تعویذ کو بازو سے کھولا اور کھول کر دیکھا تو والد بزرگوار رضی اللہ عنہ کا اپنے قلم سے لکھا ہوا والا نامہ ووصیت نامہ ہے اور تحریر فرمایا ہے کہ "اے قاسم! تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تمہارے چچا جان حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھنا کہ میدان کربلا میں شامی دغا بازوں اور کوفی بے وفاؤں کے نرغہ میں گھرے ہوئے ہیں تو ان کے قدموں پر اپنا سر قربان کرنے اور اپنی جان ان پر فدا کرنے سے ہرگز باز نہ رہنا، اگرچہ وہ تم کو میدان کارزار میں جانے سے روکیں مگر تم میدان جنگ میں جانے کی اجازت لینے میں خوب مبالغہ کرنا اور منت وسماجت کرنا، کیونکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر جان قربان کرنا شہادت کے دروازہ کی کنجی ہے اور بزرگی ونیکی حاصل ہونے کا وسیلہ ہے۔" (ف) حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ووصیت نامہ اعلان کررہا ہے کہ حضرت امام حسن کو یہ بھی معلوم تھا کہ کوفی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلائیں گے اور یہ کہ وقت پر کوئی ساتھ چھوڑ دیں گے نہ صرف یہ بلکہ کوفی لشکر ابن زیاد وعمر وسعد میں شامل آپ کے مقابلہ میں آئیں گے، اور یہ کہ حضرت

قاسم اس وقت زندہ ہوں گے اور یہ کہ حضرت قاسم اس وقت آپ کے ساتھ کربلا میں موجود ہوں گے، اور یہ کہ ان کو میدان کارزار میں جانے کی اجازت حضرت نہ دیں گے۔ اور یہ کہ والا نامہ سفارشی بنے گا، اور یہ کہ حضرت قاسم کو اس والا نامہ کے ذریعہ میدان مصاف کی اجازت ملے گی، اور یہ کہ والا نامہ میدان کربلا میں حضرت قاسم کے بازو پر ہوگا۔ اور یہ کہ حضرت قاسم اپنی شجاعت اور بہادری کا سکہ بٹھا کر ارزق جیسے نامی پہلوان کو تہ تیغ فرما کر بھوک و پیاس کی شدت کے باوجود تنہا ہزاروں اشقیا سے قتال فرما کر مرتبہ شہادت پر فائز ہوں گے، اور یہ کہ ان کی شہادت کی جگہ کربلا کا میدان ہے، اور یہ کہ اس فرمان کے پڑھنے سے پہلے حضرت قاسم کی قضا نہ آئے گی اور ان کا انتقال دس محرم الحرام ۶۱ھ کو ہے، اور شہادت سے ہے۔ علوم اولیاء کے یہ علوم مایکون و مافی الغد ہیں تو علوم انبیاء کی کیا شان ہوگی پھر علوم سید الانبیاء والمرسلین کا کیا کہنا صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم. فسبحٰن اللہ وبحمدہٖ.

چھٹی کرامت:

روضۃ الشہداء میں ہے کہ ایک دن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے کو ساتھ لیئے سفر فرما رہے تھے۔ ایک نخلستان کھجور کے جنگل میں گزر ہوا جس کے درخت سب سوکھ گئے تھے، وہیں نزول اجلال فرمایا، خادموں نے ایک سوکھے درخت خرما کے نیچے آپ کے لیے فرش کردیا۔ حضرت زبیر کے صاحبزادے نے بھی آپ کے قریب ایک دوسرے درخت خرما کے نیچے اپنا بستر کیا اور سوکھے درختوں کو دیکھ کر کہنے لگے کاش یہ درخت ہرے ہوتے اور تر و تازہ خرمے لگے ہوتے تو کھاتے۔ حضرت امیر المومنین حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تازہ خرمے کھانا چاہتے ہو؟ عرض کی حضور! حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے دست اقدس دعا کے لیے بلند فرمایا اور کچھ کہا جس کو کوئی نہ سمجھا، فوراً ایک سوکھا درخت خرما ہرا بھرا ہوگیا اور تر و تازہ خرموں سے باردر ہوگیا، انھوں نے توڑے اور سب نے کھائے۔ فالحمد للہ رب العلمین.

□□□

کرامات حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

پہلی کرامت:

وسیلۃ النجاۃ میں ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ۲ محرم الحرام ۶۱ھ کو کربلا کے میدان میں جلوہ فرما ہوئے تو ارشاد فرمایا یہ بے چینی اور بلا کی جگہ ہے اور یہ جگہ ہمارے خیمے لگانے کی ہے اور وہ جگہ ہمارے مردوں کی قتل گاہ ہے۔ پس لوگ ٹھہر گئے اور سامان اُتار دیا۔ (ف) یہ علوم اولیاء ہیں کہ فی الغد کی خبر رکھتے ہیں اور خبر دیتے ہیں پھر مصطفٰے کی کیا عظمت ہوگی، صلی اللہ علیہ وسلم۔

دوسری کرامت:

صواعق محرقہ میں ہے کہ جب کوفیوں نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کو پانی سے روک دیا تو تیسرے دن ایک یزیدی گستاخ نے حضرت سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ سے کہا، دیکھو فرات کا پانی کتنا صاف شفاف ہے لیکن تم اس میں سے ایک قطرہ نہ چکھو گے یہاں تک کہ پیاسے ہی دنیا سے جاؤ گے۔ امام عالی جاہ سرور کرم سپاہ نے دعا فرمائی اے اللہ اس کو پیاسا مار تو وہ فوراً پیاس میں مبتلا ہوا بہت زیادہ پانی پینے کے باوجود پیاس پیاس پکارتا رہا یہاں تک کہ پیاسا ہی مرگیا۔ والعیاذ باللہ

روضۃ الشہداء میں اس شخص کا نام جعدہ مزنی بتایا گیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ جعدہ مزنی گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور آواز دی اے حسین! یہ فرات کا پانی دیکھتے ہو جو دریائے مواج کی طرح بہہ رہا ہے خدا کی قسم تم اس میں سے ایک قطرہ نہ پیوگے، یہاں تک کہ پیاسے ہی ہلاک ہوگے۔ حضرت امام حسین نے یہ سن کر دعا کی اَللّٰھُمَّ امتہ عطشانًا، اے اللہ! اس کو پیاسا مار۔ فوراً بغیر کسی سبب کے اس کا گھوڑا بھڑ کا اور اس کو گرا کر بھاگا، جعدہ مزنی اٹھ کر گھوڑے کو پکڑنے دوڑا پیاس کا غلبہ ہوا، پیاس پیاس پکارنے

لگا کتنی بھی کوشش پانی پلانے کی کرتے مگر وہ پانی نہیں پی سکتا یہاں تک کہ پیاس پیاس پکارتے پیاسا ہی مرگیا، خسر الدنیا والآخرہ.

تیسری کرامت:

صواعق محرقہ میں ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے شدت پیاس میں پانی پینے کا ارادہ فرمایا تو ایک شخص حصین بن تمیم نامی نے تیر مارا جو آپ کے تالو میں لگا اور خون جاری ہوگیا۔ آپ پانی نہ پی سکے، تو آپ نے دعا کی اللھم اظمئہ، الٰہی! اس کو پیاسا کردے، پس فوراً ہی وہ چیخنے لگا، پیٹ میں اس کے گرمی ہوئی اور پیٹھ میں ٹھنڈ، اس کے آگے برف رکھتے اور پنکھے جھلتے اور پیچھے انگیٹھی رکھتے اور وہ پیاس پیاس چلاتا اس کے پاس ستو اور پانی اور دودھ اتنا لایا گیا کہ اگر پانچ آدمی پیتے تو سب کو کافی ہوتا وہ اکیلا سب پی گیا اور پیاس پیاس کرنے لگا۔ پھر اتنا ستو اور پانی اور دودھ لایا گیا وہ پھر پی گیا اور پھر پیاس پیاس کرنے لگا اور مرگیا، معاذ اللہ رب العلمین.

چوتھی کرامت:

آئینۂ قیامت میں ہے کہ حضرت امام نے دسویں شب میں خیموں کو ملالیا اور خیموں کے چاروں طرف خندق کھدوا کر جنگل کی لکڑیوں سے پر کرکے آگ لگوادی کہ اشقیاء سے حرم محفوظ رہیں۔ ایک شقی ابن جوزہ نامی آیا اور حضرت امام کو آگ کی بشارت دی۔ آپ نے دعا کی اَللّٰھُمَّ خدہ اِلَی النَّار، الٰہی! اس کو آگ کی طرف کھینچ۔ یک بیک اس کا گھوڑا بدکا اور اس کو گرایا اور ٹھوکروں سے لڑکا کر خندق کی آگ میں گرادیا اسی میں وہ ہلاک ہوگیا۔ معاذ اللہ۔

پانچویں کرامت:

صواعق محرقہ میں ہے کہ جب حضرت امام عالی مقام شہید ہوچکے تو اشقیا نے کوفہ سے آپ کے سر مبارک کو یزید کے پاس یزیدی لشکر کی حفاظت میں بھیجا تو پہلی منزل میں پہنچ کر ان لوگوں نے ڈیرے ڈال دیئے، قیام کیا اور شراب پینے لگے اسی حال میں تھے کہ دیوار سے ایک ہاتھ لوہے کا قلم لئے ہوئے نمودار ہوا اس ہاتھ نے خون سے ایک سطر لکھی

اترجو امة قتلت حسینا ❖ شفاعة جده یوم الحساب

(کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل یہ بھی امید کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ان کے جد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ان کو نصیب ہوگی)

یہ دیکھ کر وہ محافظ بھاگے۔ وَالْعَیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی.

چھٹی وساتویں کرامت:

صواعق محرقہ میں ہے کہ یزیدی لشکری، کوئی پیاس میں مبتلا ہوا کہ پانی پیتا اور سیراب نہ ہوتا تھا اور بعض اس عذاب میں پڑے کہ اعضائے تناسل ان کا طویل ہوگیا کہ جب وہ گھوڑے پر سوار ہوتا تو اپنا ذکر اپنی گردن میں رسی کی طرح لپیٹ لیتا وَالْعَیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی.

آٹھویں کرامت:

روضۃ الشہداء میں ہے کہ واقعہ کربلا سے پہلے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا خیموں کے اردگرد خندق کھود کر لکڑیوں سے پر کردیں تاکہ جنگ ایک طرف ہو اور شب خون کا خطرہ نہ رہے اور حرم کی بھی حفاظت ہوجائے، لہٰذا خندق کھود کر لکڑیوں سے بھر دی گئی تو ارشاد فرمایا لکڑیوں میں آگ بھی دے دو جب آگ کی لپٹیں اٹھنے لگیں تو مالک بن عروہ گھوڑے پر سوار سامنے آیا اور بولا اے حسین! اس جہان سے پہلے اسی جہان میں خود کو آگ میں ڈال دیا۔ حضرت امام حسین نے فرمایا اے خدا کے دشمن تو جھوٹا ہے کیا تیرا گمان ہے کہ میں جہنم اور تو جنت میں جائے، مسلم بن عوسجہ نے عرض کی سرکار والا تبار! اجازت دیں کہ تیر سے اس کا منہ چھید دوں، اشارہ فرمایا میں جنگ میں ابتدا کرنا نہیں چاہتا لیکن تم دیکھو کہ خدا تعالیٰ کی کیا قدرت نظر آتی ہے۔ پس حضرت امام رضی اللہ عنہ نے روبقبلہ ہوکر دعا کی اللھم جرہ الی النار، اے اللہ! اس کو آگ کی طرف کھینچ اور آخرت کی آگ میں اس کے پہنچنے سے پہلے اس کو دنیا کی آگ کا مزہ چکھا۔ فوراً دعا قبول ہوئی اور اس کے گھوڑے کا پیر سوراخ میں گیا اور وہ خبیث نیچے کو چلا، ہاتھ سے لگام چھوٹ گئی اور پیر رکاب میں رہ گیا گھوڑا چاروں طرف بھاگنے لگا، یہاں تک کہ خندق کے کنارے پہنچا اور اس خبیث کو آگ کے بیچ میں گرا کر چلا گیا لوگوں نے شور مچایا وہ شقی

ہلاک ہوگیا، حسینی شاد اور یزیدی ناشاد و نامراد ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

نویں کرامت:

روضۃ الشہداء میں ہے کہ جب حضرت امام عالی مقام کی یہ دعا قبول ہوئی اور مالک بن عروہ جل بھن کر کباب ہوگیا تو حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور فرمایا بلند آواز سے کہ دونوں لشکر والوں نے سنا، فرمایا: خدایا ہم تیرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور ذریت ہیں، ظالموں سے ہمارا بدلہ لے۔ ابن اشعث نے پکار کر کہا کہ تم کو پیغمبر خدا سے کیا قرابت ہے کہ ہر وقت بڑائی مارتے ہو؟ حضرت امام کو غیرت آئی اور عجز وانکسار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کی خدایا! اشعث کے جنئے نے میرا نسب کاٹ دیا اور وہ مجھ کو تیرے رسول کا فرزند نہیں سمجھتا تو آج ہی جلد اس کو ذلیل وخوار ورسوا کر کے مار۔ ابھی تیر دعا ہدف اجابت تک بھی نہ پہنچا تھا کہ فوراً ہی اشعث کے بیٹے کے پیٹ میں رفع حاجت کا شدید درد ہوا، وہ بیتابی میں گھوڑے سے اتر کر وہیں رفع حاجت کو بیٹھا۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے ایک کالا بچھو آیا اور اس کی شرمگاہ پر ڈنک مارا کہ ابن اشعث اس کی تکلیف میں برہنہ ہوکر اپنی نجاست میں لوٹنے لگا، یہاں تک کہ اسی حالت میں اس خبیث کی جان اس کے گندے جسم سے پرواز کرگئی۔ والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ۔

دسویں کرامت:

روضۃ الشہداء میں ہے کہ یزیدی لشکر سے دو تن ومند سوار آلات حرب لیس بند گھوڑوں پر بیٹھے میدان میں آئے اور ایک پکارا میں ہوں زیاد کا غلام یسار، دوسرا بولا میں ہوں عبداللہ بن زیاد کا غلام سالم۔ کون مرنے والا اور زندگی سے سیر ہونے والا ہے جو میدان کارزار میں آئے کہ ہم تلوار اور نیزہ کی ضرب اس پر آزمائیں۔ حضرت بریر بن حضیر وحبیب بن مطاہر رضی اللہ عنہما نے اجازت چاہی، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا آپ دونوں توقف کریں، یہ دونوں حضرات خاموش ہی ہوئے تھے کہ حضرت عبداللہ بن عمیر کلبی رضی اللہ عنہ حضرت امام کے سامنے حاضر ہوئے اور عرض

کی اے فرزند رسول! مجھ کو اجازت ہو۔ حضرت نے ملاحظہ فرمایا، ایک شخص گندمی رنگ، دراز قد، قوی بازو، فراخ سینہ، جس کی پیشانی سے بہادری وتہوری ظاہر ہے، طالب اجازت ہے، حضرت امام نے ارشاد فرمایا ان دونوں غلاموں کو قتل کرنے والا یہ ہوگا اور اجازت بخشی۔ حضرت عبداللہ تیغ آبدار وشمشیر صاعقہ بار لے کر وارد میدان کارزار مقابل اشرار ہوئے، وہ دونوں بولے تم کون ہو؟ حضرت عبداللہ نے فرمایا میں بنی کلب کا ایک فرد ہوں، مجھے عبداللہ کہتے ہیں، وہ نابکار بولے ہم تم کو نہیں پہچانتے لہٰذا تم لوٹ جاؤ اور زہیر بن قرین یا بریر ہمدانی کو بھیجو، حضرت عبداللہ نے فرمایا اے نابکار غلامو! آج تمہاری یہ ہمت ہوئی ہے کہ سرداران لشکر وافسران دلاور کو بلاتے ہو، قاعدے سے تم غلاموں کے مقابل کوئی غلام ہونا چاہیے تھا خدا کی قسم! اگر خاندان رسول کی بھوک پیاس کا خیال نہ ہوتا تو میں تم غلاموں کے مقابل نہ آتا کہ ہم آزادوں کی توہین ہے تم غلاموں پر تلوار اٹھانا۔ یسار یہ سن کر غضب ناک ہوا اور نیزہ سے آپ پر حملہ کیا حضرت عبداللہ نے دلاوری سے اس کے حملہ کو رد کردیا اور تلوار سے اس پر وار کیا جو پیدل ہونے کے سبب اس کے پیر پر پڑا اور یسار کا پیر کٹ گیا اور یسار زمین پر گر پڑا۔ حضرت عبداللہ تلوار لئے اس کی طرف بڑھے کہ اسے قتل کریں سالم آپ کے پیچھے جھپٹا کہ تلوار مارے، حسینی لشکر سے آواز بلند ہوئی اے عبداللہ! سالم کی تلوار سے بچو۔ حضرت عبداللہ نے اس آواز کا خیال نہ کیا اور اپنی تلوار کی نوک یسار کے سینہ پر رکھ کر زور دیا کہ تلوار اس کی پیٹھ سے پار ہوگئی، اسی وقت سالم کی تلوار ان کے قریب پہنچی آپ نے پھرتی سے ہاتھ اٹھا دیا، سالم کی تلوار سے ہاتھ کی انگلیاں کٹ گئیں حضرت عبداللہ نے کچھ پرواہ نہ کی اور یسار کے سینہ سے اپنی تلوار نکال کر سالم ظالم کے مقابل پہنچے اور ایک ہی ضرب میں اس جفا کار کا کام تمام کیا یہ دیکھ کر ابن زیاد کے غلاموں نے یکبارگی آپ کو گھیر لیا، اس مرد دلیر نے بہتوں کو ان میں سے قتل کیا اور بہتوں کو زخمی کیا، بالآخر جام شہادت نوش کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(ف) مسلمان دیکھیں کہ علوم اولیاء کی کیا شان ہے اور حضرت امام عالی مقام کو کیا کیا علوم تھے، آپ کو علم تھا کہ ان دونوں نابکار بدکردار غلاموں کے قاتل حضرت بریرہ

حضرت حبیب نہیں ہیں بلکہ ان غلاموں کے قاتل عبداللہ بن عمر کلبی ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ

گیارہویں کرامت: بعد شہادت خونِ امام کی برکت

کنز الغرائب میں ہے کہ ایک یہودی کی لڑکی نوجوان خوبصورت تھی اچانک وہ بیمار ہوئی اور آنکھیں جاتی رہیں اور دوسری بیماریوں میں اس کے ہاتھ پیر بھی بیکار ہوگئے شہر کے باہر یہودی کا اپنا ایک باغ تھا آب وہوا کی تبدیلی کی غرض سے یہودی نے اس لڑکی کو باغ میں لے جا کر رکھا اور خود دیکھ بھال کرتا اور باتوں سے اس کا دل بہلاتا۔ ایک دن یہودی کو شہر جانے کی ضروری ہوئی تو بیٹی کو کھلا پلا کے تسلی دے کر شہر کو گیا اور اتفاق ایسا ہوا کہ اس کا کام نہ ہوسکا جس کی وجہ سے مجبوراً شہر ہی میں رہ گیا بیٹی نے تنہا باغ میں رات گزاری مگر باپ کے نہ آنے سے رنجیدہ تھی، صبح دوسرے درخت پہ سے کسی پرندے کے رونے کی آواز سنی چونکہ خود غمزدہ تھی لہٰذا پرندکی غمناک آواز کی طرف متوجہ ہوئی اور گھسکتی ہوئی اس درخت کے نیچے پہنچی جہاں سے پرند کی دردناک آواز آرہی تھی۔ اس درخت کے نیچے نابینا ہونے کے سبب منہ اوپر اٹھایا حکم الٰہی سے ایک گرم قطرہ اس کی آنکھ میں گرا فوراً ہی وہ آنکھ روشن ہوگئی تو دیکھا ایک پرند نے جس کے پروں سے قطرے ٹپک رہے تھے کہ ایک قطرہ اس کے ہاتھ پر گرا اور وہ ہاتھ درست ہوگیا تو ہاتھ پھیلایا اور وہ قطرہ لے کر دوسری آنکھ میں ملا وہ بھی روشن ہوگئی اب اور قطرے لے کر ہاتھوں پیروں اور بدن پر ملے اور بالکل تندرست وتوانا ہوگئی۔ باغ میں گلگشت کرنے لگی یہودی آیا تو اس نے ایک عورت کو باغ کی سیر کرتے دیکھا اور اپنی بیٹی کو جہاں چھوڑ گیا تھا نہ پایا۔ پریشان ہوا دوڑ کر اس عورت کے پاس گیا اور کہا کہ میری ایک بیمار اپاہج نابینا بیٹی یہاں تھی وہ کہاں ہے؟ وہ بولی ابا جان آپ کی وہ بیمار بیٹی میں ہی ہوں۔ یہودی یہ سن کر خوشی میں بے ہوش ہوگیا، بیٹی نے سنبھالا، جب ہوش آیا تو حال معلوم کیا بیٹی نے پورا واقعہ سنایا اور باپ کو لے کر اس درخت کے نیچے آئی اور وہ پرند دکھایا کہ یہ عجیب وغریب ومبارک پرند جس کے پروں سے گرے ہوئے قطروں کے ذریعہ مجھے صحت ملی۔ یہودی نے دیکھا کہ ایک پرند ہے خون آلود، یہودی بولا اے مبارک پرند! تیرا کیا حال ہے اور یہ خون کیسا اور کس کا ہے؟

حکم الٰہی سے وہ پرند بولا کیونکہ یہودی کو ہدایت ملنا تھی اور فصیح زبان میں کہا کہ کل ہم سب پرندا پنے آشیانوں سے دانا وتنکے کی تلاش میں نکلے دوپہر کو جب سخت لو چلنے لگی تو ہم سب یا اکثر فلاں جنگل میں فلاں درخت پر جمع ہوکر اپنے اپنے کھانے پینے کی باتیں کر رہے تھے یکایک ایک آواز ہمارے سمجھنے والی پہنچی کہ اے پرندو! حضرت سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سورج کی تپش اور دھوپ میں کربلا کی تپتی ہوئی ریت میں ہیں اور تم درخت کے سائے میں ہو، زمین وآسمان والے ان کی مظلومیت سے غمناک ہیں اور تم آب ودانہ کی فکر میں ہو، پس ہم سب بالہام ربانی کربلا کی طرف روانہ ہوئے جب ہم پہنچے تو حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوچکے تھے اور خون آپ کے جسم اقدس سے جاری تھا ہم سب رونے لگے اور میں نے خود کو آپ کے خون میں گرا دیا اور لوٹتا رہا، یہ وہی خون ہے جو میرے پروں سے ٹپک رہا تھا اور جہاں گرتا ہے خیر وبرکت ظاہر کرتا ہے۔ یہودی نے جب یہ سنا تو بولا کہ اگر حضرت حسین کے جد کریم صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول نہ ہوتے تو ان کی اولاد یہ بزرگی نہ پاتی اور میری بیٹی ان کے قطرات خون سے صحت نہ پاتی۔ پھر وہ تمام اہل وعیال کے ساتھ مسلمان ہوگیا اور جب کوئی اسلام قبول کرنے کا سبب اس سے دریافت کرتا تو یہی واقعہ پوری تفصیل سے بیان کرتا۔ فالحمد للہ رب العلمین.

کرامت دیگر:

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا سر اقدس خولی بن یزید گھر میں لے گیا، مگر بیوی مومنہ تھی اس کے خوف سے تنور میں رکھ دیا آدھی رات کو بیوی اٹھی تو تنور سے آسمان تک نور بلند ہوتے دیکھا قریب گئی تو سر اقدس رکھے دیکھا، اٹھایا، بوسہ دیا اور تعظیم کی اور خولی پر بہت لعنت وملامت کی اور صبح تک زیارت کرتی اور روتی رہی۔

کرامت دیگر:

شواہد النبوۃ میں لکھا ہے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب سر اقدس کوفہ شہر میں داخل ہوا تو نیزہ پر بلند تھا میں اس وقت بالاخانہ پر بیٹھا سورۂ کہف پڑھ رہا تھا۔ جب سر امام بالاخانہ کے مقابل آیا اس وقت میری زبان پر یہ آیت تھی: اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ

اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًاo یعنی کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے۔ سر اقدس نے صاف ارشاد فرمایا یَا تَالِیَ الْقُرْاٰنِ اَعْجَبُ مِنَ الْقِصَّةِ اَصْحَابَ الْكَهْفِ قَتْلِیْ وَحَمْلِیْ۔ اے قرآن کی تلاوت کرنے والے! کہف و رقیم والوں سے زیادہ عجیب میرا قتل کیا جانا اور میرے سر کا گلی گلی پھرانا ہے۔ حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ اس حال سے میرے بدن کے تمام روئیں کھڑے ہوگئے اور میں نے پکارا: اے ابن رسول اللہ! آپ کا سر اور آپ کے سر سے آپ خود عجیب ہیں، عجیب ہیں، عجیب ہیں۔

کرامت دیگر:

شواہد النبوۃ میں ہے جب شہدائے کرام کے مبارک سر دربار ابن زیاد کے دروازہ پر لائے تو نیزوں کو جدا کیا، میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر اقدس کے قریب تھا میں نے دیکھا کہ آپ کے لب مبارک ہل رہے ہیں تو میں نے کان لگا کر سنا آپ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے، وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُوا الظّٰلِمُوْنَo یعنی ظالموں کے کوتکوں سے اللہ کو غافل نہ سمجھ۔ (ف) بہر حال سر اقدس شہیدوں کی زندگی کے جلوے دکھاتا جاتا تھا۔ فسبحٰن اللّٰه وبحمده.

کرامت دیگر:

صواعق محرقہ میں ہے کہ جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آسمان سے خون برسا اور ہم نے اس حال میں صبح کی کہ ہمارے گھڑے مٹکے اور مشکیزے پیالیں خون سے لبریز تھیں۔ اور دوسری روایتوں میں ہے کہ تاریکی پھیل گئی ایسا اندھیرا چھایا کہ دن میں ستارے دیکھے گئے اور جو پتھر اٹھایا اس کے نیچے تازہ خون ملا۔

کرامت دیگر:

صواعق محرقہ میں ہے واخرج الثعلبی ان السماء بکت بکاؤھا حمرتھا. یعنی ثعلبی کی روایت ہے کہ آپ کی شہادت پر آسمان رو دیا اور آسمان کا رونا اس کا سرخ ہونا ہے۔

کرامت دیگر:

روضۃ الشہداء میں ہے کہ شام کے راستے میں جو کرامتیں ظاہر ہوئیں ان میں ایک یہ ہے کہ جب اشقیاء حران کے قریب پہنچے تو حران کے لوگ شہدا کے سروں کی زیارت کو شہر سے باہر آئے۔ ان میں ایک یہودی ذی اثر یحییٰ نامی بھی تھا جب یحییٰ کی نگاہ سر اقدس حضرت امام پر پڑی، دیکھا کہ آپ کے لب مبارک حرکت کر رہے ہیں۔ یحییٰ مجمع کو چیرتا ہوا آگے بڑھا قریب پہنچ کر کان لگائے تو سنا کہ سر اقدس یہ آیت تلاوت کر رہا ہے: وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبونo کہ عنقریب ظالم لوگ سمجھ لیں گے کہ کس کروٹ پلٹا کھاتے ہیں۔ یحییٰ یہ دیکھ کر حیران ہوا اور دریافت کیا کہ یہ سر مبارک کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا۔ یحییٰ نے کہا ان کے والد کا نام معلوم ہوا ان کی والدہ ماجدہ کا نام کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا حضرت فاطمہ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیہا وسلم۔ یہودی نے کہا اگر ان کے نانا جان کا دین سچا نہ ہوتا تو یہ کرامت ان سے ظاہر نہ ہوتی۔ پس یحییٰ حرانی یہودی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ فالحمد للہ۔ (ف) سنی بھائی دیکھیں کہ سر اقدس شہیدوں کی زندگی کے مظاہرے کراتا اور اسلام کی تبلیغ فرماتا جاتا ہے، پھر نبیوں کی حیات پاک کا کیا کہنا اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا کیا کہنا۔

کرامت دیگر:

روضۃ الشہداء میں ہے یزیدیوں نے حاکم موصل کو لکھا کہ ہم امام حسین کا سر مبارک لے کر موصل آرہے ہیں شہر میں تیاری کرو۔ تو حاکم موصل عماد الدولہ نے شہر سے ایک منزل دور پر انھیں کھانے کا سامان بھیج دیا اور شہر میں آنے سے روک دیا، وہ لشکر اسی منزل میں ٹھہرا۔ اس منزل میں سر اقدس امام عالی مقام رضی اللہ عنہ ایک پتھر پر رکھا تھا اس وقت تک ایک قطرہ تازہ خون کا سر اقدس سے پتھر پر ٹپکا تھا پھر ہر سال اس پتھر سے دس محرم الحرام کو تازہ خون ظاہر ہوتا تھا اور قرب وجوار سے لوگ زیارت کو جمع ہوتے تھے اسی طرح عبدالملک بن مروان کے دور حکومت تک ہوتا رہا پھر عبدالملک نے حکم دیا تو وہ

پھر وہاں سے اکھاڑ دیا گیا۔ یہ ہے حیات شہدائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کرامت دیگر:

روضۃ الشہداء میں ہے کہ ابو سخنوق نے کہا کہ ہر رات سر اقدس کی حفاظت کو پچاس بہادر سپاہی مقرر کیے جاتے۔ ایک رات میں ان چوکیداروں میں تھا اور نگہبان سارے سو گئے اور مجھے نیند نہ آئی۔ اچانک آسمان سے ایک بہت ہیبت ناک آواز سنی قریب تھا کہ دنیا تباہ و برباد ہو جائے۔ دو مرد سفید لباس، نورانی چہرہ، بلند و بالا قد، گندمی رنگ دیکھے کہ آسمان سے زمین پر آئے اور صندوق سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر اقدس کو اٹھایا اور گریہ کناں اس کو بوسہ دیا، میں حیرت میں کھڑا ہوا اور چاہا کہ سر اقدس لے کر صندوق میں رکھ دوں کہ نگہبان جاگ نہ جائیں۔ جب میں نے آگے بڑھنا چاہا ایک شخص نے آواز دی خبردار! گستاخی نہ کر اور آگے نہ بڑھ کہ یہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صاحبزادے کی تعزیت کو تشریف لائے ہیں۔ پھر یکا یک دوسرا نعرہ سنا کہ حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائے اور اسی طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ و حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ و حضرت اسحٰق علی نبینا و علیہم الصلاۃ والسلام تشریف لائے اور آخر میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جماعت صحابہ کبار و حضرت حیدر کرار و حضرت حمزہ و حضرت حسن و حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہم کے ساتھ جلوہ فرما ہوئے اور سب نے سر اقدس امام کو بوسہ دیا پھر نور کی کرسی لائی گئی اس پر حضور صاحب التاج والمعراج صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور حضرت انبیاء و مرسلین علی نبینا و علیہم الصلاۃ والتسلیم نے آپ کو اپنے جھرمٹ میں لے لیا پھر ایک فرشتہ حاضر ہوا جس کے ایک ہاتھ میں گرز آتشیں تھا دوسرے ہاتھ سے اس نے میرا ہاتھ پکڑا میں نے فریاد کی کہ یا رسول اللہ میں تو سرکار کے خاندان کا نیاز مند ہوں، مجھ کو یہ لوگ زبردستی ساتھ لائے ہیں، اس فرشتے نے میرے منہ پر طمانچہ مارا کہ وہ رخسار کالا ہو گیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو، فرشتے نے مجھے چھوڑ دیا۔ میں بیہوش ہو گیا صبح مجھے ہوش آیا تو سر اقدس صندوق میں ہی تھا اور صندوق کے چاروں طرف راکھ

کی ڈھیریاں تھیں یعنی اور سب نگہبان جل کر راکھ ہو گئے۔ راوی کہتا ہے کہ جب دن ہوا تو شمر ذوالجوشن نے ابو السخنوق کو بلایا اور حالات دریافت کیے ابو سخنوق نے رات کا واقعہ مفصل سنایا خود شمر نے ایک رخسار سخنوق کا سیاہ دیکھا، ابو سخنوق نے ایک آہ کی اور گر گیا اور مر گیا۔ لوگوں نے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ اس کا پتہ پھٹ گیا معاذ اللہ تعالیٰ۔

کرامت دیگر:

روضۃ الشہداء میں ہے ابو سعید دمشقی سے روایت ہے کہ میں اس لشکر کے ساتھ تھا جو شہیدوں کے مبارک سر لے کر شام کو جا رہا تھا جب دمشق کے قریب پہنچے تو لوگوں میں یہ خبر پھیلی کہ مسیب بن قعقاع خزاعی نے لشکر جمع کیا ہے اور چاہتا ہے کہ شب خون مارے اور شہدا کے سر مبارک ان اشقیا سے چھین لے، یزیدی لشکر کے سردار بہت پریشان ہوئے اور بڑی احتیاط سے سفر کرنے لگے، رات کو منزل میں پہنچے اس منزل میں ایک گرجہ تھا بہت پختہ اور مستحکم ان لوگوں کی رائے ہوئی کہ اس گرجہ کو جائے پناہ بنائیں کہ اگر کوئی شب خون آوے تو کامیاب نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ ایک دیر فراخ و مضبوط قریب ہے، شمر لشکر کو لئے دیر کے پاس پہنچا، دروازہ پر جا کر آواز دی۔ دیر والوں کا سردار ضعیف العمر دروازہ پر آیا دریافت کیا تم کون ہو؟ شمر نے کہا میں ابن زیاد کا ملازم ہوں عراق کے ایک شخص نے یزید سے مخالفت کی تھی ہم لوگ اس کے مقابل گئے تھے، اب مقتولوں کے سردار اور اسیروں کو لے کر یزید کے پاس جا رہے ہیں۔ پیر دیر جس کا نام یوشع تھا اس نے کہا سر گروہ کا سر کون سا ہے تو امام عالی مقام کے سر اقدس کی طرف اشارہ کیا۔ یوشع نے دیکھا کہ شجاعت و سیادت ظاہر ہے۔ یوشع نے کہا میرے دیر کے پاس کیوں آئے ہو؟ شمر نے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگوں نے فوج جمع کی ہے اور وہ ہم پر شب خون مار کر سر اور اسیروں کو ہم سے چھین لینا چاہتے ہیں تو آج رات ہم تمہارے دیر میں قیام کرنا چاہتے ہیں۔ یوشع نے کہا کہ دیر میں اتنے آدمیوں کی گنجائش نہیں ہے لہٰذا سروں کو اور اسیروں کو دیر میں رکھو اور خود دیر کے چاروں طرف ٹھہر جاؤ آگ روشن کرو اور ہوشیار و بیدار رہو، دشمن اگر آئے گا اور اسیروں کو نہ پائے گا تو واپس جائے گا۔ شمر نے کہا یہ اچھی

رائے ہے پھر لشکریوں کو سر اقدس کے ساتھ حفاظت کو دیر میں رہنے کو کہا، مگر ابو بخنوق کے واقعہ سے سب خوفزدہ تھے کوئی رہنے کو آمادہ نہ ہوا۔ شمر نے ایک مضبوط صندوق میں شہداء کے سروں کو رکھ کر قفل لگایا اور ایک کوٹھری میں رکھ کر قفل لگا دیا اور ایک کمرے میں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اور بانوان طہارت کو کر دیا اور سب باہر فروکش ہو گئے۔ یوشع نے دیکھا کہ بغیر چراغ کے صندوق والے کمرہ میں روشنی ہے تو دیکھنا چاہا کہ کیا ہے۔ برابر کے کمرہ سے اس میں ایک روزن تھا یوشع اس میں سے دیکھنے لگا، دیکھا کہ روشنی برابر لحہ بہ لحہ بڑھ رہی ہے یہاں تک کہ اتنی نورانیت ہوئی کہ کسی آنکھ کو دیکھنے کی مجال نہ تھی پھر ایک شور ہوا اور ایک عماری اتری اور ایک بزرگ صفت خاتون برآمد ہوئیں، اور کنیزان خوش جمال طرقوا کہتی ہوئی آگے آگے چلیں اور آواز آئی کہ یہ تمام انسانوں کی والدہ حضرت حوا ہیں رضی اللہ عنہا پھر یکے بعد دیگرے عماریاں اترنے لگیں اور آوازیں آتی رہیں کہ یہ حضرت سارہ ہیں، یہ حضرت ہاجرہ ہیں، یہ حضرت صفورا بنت شعیب ہیں، یہ حضرت کلثوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن ہیں، یہ حضرت راحیل والدہ ماجدہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں، یہ حضرت مریم ہیں، یہ حضرت آسیہ زن فرعون ہیں اور ایک عماری میں حضرت خدیجہ کبریٰ اور ازواج مطہرات حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم تشریف لائیں اور صندوق سے سر اقدس کو نکال کر سب نے زیارت اور باری باری ہر ایک نے سر مبارک کو بوسہ دیا اور تعزیت ادا کی۔ اب ایک شور ہوا اور ایک عماری آئی اور آواز آئی کہ سوراخ سے جھانکنے والے اپنی آنکھیں بند کر کہ اب خاتون جنت رضی اللہ عنہا تشریف لاتی ہیں یہ سن کر یوشع بیہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو وہ منظر نگاہ سے اوجھل تھا، یوشع اس کمرہ سے باہر آیا اور صندوق والے کمرہ کا قفل کھولا اور صندوق کا قفل کھول کر سر اقدس کو نکالا اور مشک وگلاب سے دھویا عطر لگا کر صندوق چوکی پر رکھا اور شمعیں روشن کیں پھر باادب عرض کی اے سر سروران عالم آپ کی بزرگی تو ظاہر ہو چکی، اس خدا کی جس نے آپ کو یہ بزرگی بخشی ہے آپ کو قسم ہے کہ اپنی زبان پاک سے اپنا حال سنائیں۔ سر اقدس کے لبہائے مبارک حرکت میں آئے اور فرمایا میں مظلوم ہوں میں

مسافر غریب الدیار ہوں۔ یوشع نے عرض کی اور بیان فرمائیے، سر اقدس نے ارشاد فرمایا اگر میرا حسب ونسب معلوم کرنا ہے تو میں فرزند ہوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بیٹا ہوں حضرت علی مرتضیٰ کا اور بھائی ہوں حسن مجتبیٰ کا اور لخت جگر ہوں فاطمہ زہرہ کا رضی اللہ عنہم۔ یوشع نے یہ سن کر فوراً اسلام قبول کیا۔ اپنے شاگردوں مریدوں کو بلایا جو ستر تھے ان سب کو سر اقدس کی زیارت کرائی اور رات کا گزر ہوا اور اب سر اقدس کا ارشاد سنایا۔ وہ سب روتے ہوئے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے دست بوسی وقدم بوسی کی اپنے زنار توڑے اور مشرف باسلام ہوئے۔ عرض کی حضور والا! اجازت دیں کہ ہم لوگ اشقیاء پر شب خون ماریں، شاہزادہ نے فرمایا نہیں وہ اپنی سزا پائیں گے، اللہ بہتر انتقام لینے والا ہے۔ یوشع نے سر اقدس کو صندوق میں رکھا، صبح اشقیا شہدا کے سر اور اسیران کربلا کو لے کر روانہ ہو گئے۔ (ف) سر اقدس نے شہادت کے ہفتوں بعد یوشع سے کلام فرمایا اور شہیدوں کی زندگی ظاہر فرماتے ہوئے اسلام کی حقانیت وصداقت اس کے دل میں راسخ کر دی، اور سر اقدس کے طفیل اور واسطہ میں یوشع اور ان کے ستر مریدوں اور ان کی عورتوں بچوں کو اسلام کی یہ عظیم دولت نصیب ہوئی۔

فسبحٰن اللہ وبحمدہٖ۔

کرامت دیگر:

وسیلۃ النجاۃ میں ہے کہ دمشق کے راستہ میں سر اقدس نے حضرت سعد ساعدی صحابی رضی اللہ عنہ سے بھی کلام فرمایا، فالحمد للہ علی ذالک۔

کرامت دیگر:

وسیلۃ النجاۃ میں ہے کہ ایک شخص نے چاہا کہ آپ کی قبائے مبارک کا تکمہ لے لے جیسے ہی ہاتھ بڑھایا حضرت امام کے جسد بے سر نے طمانچہ مارا وہ فوراً اندھا ہو گیا۔

سبحٰن اللہ وبحمدہٖ۔

کرامت دیگر:

وسیلۃ النجاۃ میں ہے کہ جب سے دنیا ہے دو حضرات پر آسمان رویا ہے اور آسمان

اتنا گہرا گلابی جیسے سرخ نری، جب حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہوئے تو آسمان لال ہوگیا۔ اور آسمان کے کنارے چار مہینہ تک سرخ رہے اور آسمان کا رونا اُفق کا سرخ ہونا ہے۔ یہ روایت تفسیر در منثور میں ہے۔

کرامت دیگر:

وسیلۃ النجاۃ میں ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے میں جو بھی شریک ہوا اور یزید کے دوست وغلام اور فسادی سب عذاب دنیا وآخرت میں مبتلا ہوئے اور آیت خسر الدنیا والآخرۃ ان کے حق میں واقع ہوئی۔

کرامت دیگر:

صواعق محرقہ میں ہے کہ ایک مجمع میں لوگ باتیں کررہے تھے کہ جس نے بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو مدد پہنچائی اسے مرنے سے پہلے ضرور کوئی بلا پہنچی۔ تو ایک بڈھا بولا اس نے قاتلوں کی مدد کی تو اسے تو کوئی مصیبت نہ پہنچی، پھر وہ چراغ درست کرنے کو اٹھا تو اسے آگ لگ گئی وہ آگ آگ پکارتا اسی حال میں وہ فرات میں کود پڑا پھر بھی آگ نہ بجھی یہاں تک کہ اسی آگ میں مرگیا۔ معاذ اللہ۔

کرامت دیگر:

صواعق محرقہ میں ہے کہ سدی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کربلا میں میری دعوت کی تو لوگ باتیں کرنے لگے کہ جو شخص حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون میں شریک ہوا وہ بری موت مرا۔ تو گھر والے نے اس کو جھٹلایا اور کہا کہ وہ خود شرکا میں تھا۔ پچھلی رات جب وہ چراغ درست کرنے اٹھا ایک شعلہ بھڑکا اور اس کے بدن کو لگا دیکھتے دیکھتے اس کو جلا دیا۔ سدی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں نے اس کو جلنے کے بعد دیکھا تو کالا کوئلہ تھا۔ فاعوذ باللہ منہ

کرامت دیگر:

صواعق محرقہ میں ہے کہ جو شخص بھی قاتلین امام عالی مقام میں تھا اسے ضرور دنیا میں کوئی سزا ملی، یا قتل ہوا، یا اندھا ہوا، یا منہ کالا ہوا، یا اگر حاکم تھا تو چند دنوں میں حکومت

جاتی رہی۔ معاذ اللہ۔

کرامت دیگر:

صواعق محرقہ میں ہے کہ ایک بڈھا جو حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں سے صرف شامل تھا وہ اندھا ہوگیا جب اس سے اندھے ہونے کا سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ حضور اقدس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شان سے دیکھا کہ حضور اقدس آستینیں چڑھائے دست اقدس میں تلوار لئے ہیں اور آپ کے سامنے وہ بوریا جس پر قاتل کو قتل کیا جاتا ہے بچھا ہے اور قاتلین حضرت امام میں سے دس آدمی مقتول پڑے ہیں تو میں پیش ہوا حضور اقدس نے اس کو جھڑکا اور ڈانٹا کہ کیوں شریک ہو کر قاتلوں کی تعداد بڑھائی۔ پھر سلائی سے خون امام عالی مقام اس کی آنکھوں میں لگایا فوراً وہ اندھا ہوگیا۔ فالعیاذ باللہ تعالیٰ۔

کرامت دیگر:

صواعق محرقہ میں ہے کہ یزیدیوں میں ایک شخص نے اپنے گھوڑے کے قربوس میں حضرت امام عالی مقام کا سر اقدس لٹکایا تھا۔ کچھ دنوں بعد اس کا چہرہ بالکل کالا تارکول سا ہوگیا۔ تو کسی نے کہا کہ عرب میں تو خوبصورت چہرے والا تھا یہ کیا ہوا؟ وہ بولا جس روز سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اٹھایا ہے اس دن سے ہر رات میں دو شخص میرے پاس آتے ہیں اور مجھے پکڑ کر بھڑکتی آگ کے پاس لے جاتے پھر مجھے ڈھکیل دیتے ہیں تو میں منہ کے بل آگ میں گرتا ہوں اور آگ میرا منہ جھلسا دیتی ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو پھر وہ بہت برے حال میں مرگیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

کرامت دیگر:

اور صواعق محرقہ میں ہے کہ منصور نے ایک شخص کو شام میں دیکھا جس کا چہرہ سور کا چہرہ تھا تو اس سے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد پر روزانہ ایک ہزار بار اور ہر جمعہ کو چار ہزار بار لعنت کیا کرتا تھا تو ایک رات حضور سید القاہرین علی اعداء رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ اور

پورا خواب بیان کیا۔ اس میں کہا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بارگاہ سرکار میں اس شخص کا شکوہ عرض کیا، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سرزنش فرمائی اور اس کے منھ پر تھوکا تو اس کا منھ سور کا ہو گیا، اور لوگوں کے لیے عبرت حاصل کرنے کی نشانی ہو گئی۔ والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالیٰ۔

کرامت دیگر:

یہ وہ مشہور و معروف کرامت ہے کہ دربار ابن زیاد میں جب سر اقدس جلوہ فرما ہوا تو ابن زیاد بد نہاد نے ہاتھوں میں لیا اسی حال میں گلوئے اقدس سے خون کا ایک قطرہ اس کی ران پر ٹپکا جو کپڑوں کو پھاڑتا ران میں چیرتا تخت میں سوراخ کرتا ہوا زمین پر پہنچ کر زمین میں غائب ہو گیا۔ ابن زیاد بد نہاد کی ران میں سوراخ ہو گیا اور اس قدر بدبو آتی کہ ابن زیاد مشک و عنبر و عطریات بہت رکھتا مگر وہ بدبو سب پر غالب رہتی، اس کے درباری اور خواص و مصاحبین اس کی بدبو و تعفن کی وجہ سے پریشان ہوتے اور دور بھاگتے۔ اس ناسور اور بدبو کے دفعیہ کی دوا ابن زیاد کو میسر نہ ہوئی اور اسی برے حال میں مرا۔ معاذ اللہ رب العالمین۔

کرامت دیگر:

صاحب مودۃ القربی نے لکھا کہ جب میدان کربلا میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے شیر خوار چھ مہینے کی عمر والے شاہزادے حضرت سیدنا عبداللہ عرف علی اصغر رضی اللہ عنہ، حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی آغوش مبارک میں حرملہ ابن کاہل شقی خبیث کے تیر سے شہید ہوئے اور جان جانِ آفریں کے سپرد کی انا للہ وانا الیہ راجعون ۝ اس وقت حضرت سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے ایک مرید عبداللہ یمنی بسلسلہ تجارت جہاز میں سمندری سفر کر رہے تھے کہ ہوا مخالف ہو گئی اور جہاز تلاطم میں آ گیا اور بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی تو عبداللہ یمنی نے ندا کی یا امام حسین الغیاث یا حسین المدد! اور ندا کرتے ہی دیکھا کہ کوئی صاحب گھوڑے پر سوار چہرے پر نقاب ڈالے گود میں ایک شیر خوار بچہ کی نعش لئے جس کے گلوئے پاک سے خون جاری ہے، پانی پر گھوڑا

سرپٹ دوڑاتے تشریف لائے اور اپنے بازو سے زور لگا کر جہاز کو طوفان سے کنارے لگایا، جب وہ بزرگ واپس ہونے لگے اور میرے ہوش بجا ہوئے تو میں نے عرض کی حضور والا کون بزرگ ہیں کہ میرے اس حال میں کرم فرمایا حضور اپنے نام اقدس سے خبردار فرما دیں اور جمال جہاں آرا سے میری آنکھیں منور فرمائیں۔ حضرت امام عالی مقام رُکے اور فرمایا تو نے اپنی مصیبت میں جس کو پکارا تھا اور جس کے ہاتھ میں تو نے ہاتھ دیا تھا وہی حسین بن علی ہوں (رضی اللہ عنہما)۔ حضرت امام نے چہرۂ زیبا سے نقاب اٹھایا، عبداللہ نے جلوۂ پرنور دیکھا، پہچانا، سلام و نیاز عرض کیا اس وقت سرکار والا تبار کو کس حال میں دیکھ رہا ہوں؟ حضرت امام نے ارشاد فرمایا آج صبح سے یزیدیوں سے کربلا میں جنگ ہو رہی ہے، ساتھی بھائی بھتیجے بھانجے شہید ہو چکے ہیں، اس وقت چھ مہینے والے بچے کو میدان کارزار لے گیا تھا کہ کوئی اولاد والا اس بچہ کو پانی پلا دے تو حرملہ ابن کاہل شقی نے یہ کہہ کر کہ پانی تو نہیں مگر آب پیکان ضرور ہیں، تیر مارا شہزادے کے گلے میں لگا اور وہ شہید ہو گیا۔ شہزادے کی نعش مبارک خیمہ میں پہنچانے جا رہا تھا کہ تیری فریاد کی آواز سنی تو خیال ہوا کہ خیمہ میں جانے سے پہلے تیری مدد کروں بچہ کی نعش لئے ہوئے تیری مدد کو آیا اب میدان کارزار میں جانا ہے۔ اور حضرت امام عالی مقام رخصت ہو گئے۔ عبداللہ یمنی کا بیان ہے کہ جب وہ وطن پہنچے اور کچھ دنوں کے بعد شہادت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی خبریں پہنچیں تو حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا وقت وہی تھا جب حضرت امام نے ان کے جہاز کو طوفان سے بچایا ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین.

جو شخص حدیثوں کو غور کرے گا اور حضرت ابدال کی طاقت و قوت اور ان کا ایک وقت میں متعدد جگہ موجود ہونا مانے گا تو اس کرامت کا انکار نہ کرے گا۔ نیز حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے بعد غوثیت عظمیٰ کے درجہ پر فائز تھے اور غوث کا مرتبہ ابدال سے بہت بلند و بالا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اور خود مولوی اسمٰعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان نے صراط مستقیم میں لکھا "وایں

کرام را بر ملائکہ مدبراتِ امر قیاس باید کرد"۔ معنی: اولیائے کرام کو مدبراتِ امر فرشتوں کے احوال پر قیاس کرنا چاہیے۔ یعنی ان فرشتوں کی طرح یہ حضرات بھی عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ اور صراط مستقیم صفحہ ۱۰۱ میں ہے کہ "ارباب ایں مراتب جلیہ واصحاب ایں مناصب رفیعہ ماذونِ مطلق باشند در تصوف در عالم مثال و عالم شہادت"۔ یعنی حضرات اولیائے کرام رضی اللہ عنہم ماذونِ مطلق ہیں، عالم مثال و عالم شہادت میں تصرف کرتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیار عام دیا ہے اور وہ دونوں عالم میں تصرف کرتے ہیں۔

اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے تذکرۃ الموتی والقبور مطبوعہ کانپور صفحہ ۲۳۰ میں لکھا ہے کہ "اولیائے کرام کے اجساد ارواح ہو جاتے ہیں اور ان کے اجسام روح کا کام کرتے ہیں اور وہ اپنے معتقدوں، مریدوں، نیاز مندوں کی مدد فرماتے ہیں۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہٖ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین.

●



ذکرشہادت

استاذ زمن مولانا حسن بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

باغِ جنت کے ہیں بہر مدح خوانِ اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہل بیت

کس زباں سے ہو بیان عز وشانِ اہل بیت
مدح گوئے مصطفےٰ ہے مدح خوانِ اہل بیت

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہل بیت

مصطفےٰ عزت بڑھانے کے لیے تعظیم دیں
ہے بلند اقبال تیرا دودمانِ اہل بیت

اُن کے گھر میں بے اجازت جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر وشانِ اہل بیت

مصطفےٰ بائع خریدار اس کا اللہ اشتری
خوب چاندی کر رہا ہے کاروانِ اہل بیت

رزم کا میداں بنا ہے جلوہ گاہ حسن و عشق
کربلا میں ہو رہا ہے امتحانِ اہل بیت

پھول زخموں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے
خون سے سینچا گیا ہے گلستانِ اہل بیت

حوریں کرتی ہیں عروسانِ شہادت کا سنگار
خوبرو دولہا بنا ہے ہر جوانِ اہل بیت

ہوگئی تحقیق عید دید آب تیغ سے
اپنے روزے کھولتے ہیں صائمانِ اہل بیت

جمعہ کا دن ہے کتابیں زیست کی طے کرکے آج
کھیلتے ہیں جان پر شہزادگانِ اہل بیت

اے شبابِ فصل گل یہ چل گئی کیسی ہوا
کٹ رہا ہے لہلہاتا بوستانِ اہل بیت

کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے
دن دہاڑے لٹ رہا ہے کاروانِ اہل بیت

خشک ہوجا خاک ہوکر خاک میں مل جا فرات
خاک تجھ پر، دیکھ تو سوکھی زبانِ اہل بیت

خاک پر عباس و عثمان علمبردار ہیں
بے کسی اب کون اٹھائے گا نشانِ اہل بیت

تیری قدرت جانور تک آب سے سیراب ہوں
پیاس کی شدت میں تڑپے بے زبانِ اہل بیت

قافلہ سالار منزل کو چلے ہیں سونپ کر
وارثِ بے وارثاں کو کاروانِ اہل بیت

فاطمہ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہے
حشر کا ہنگامہ برپا ہے میانِ اہل بیت

وقت رخصت کہہ رہا ہے خاک میں ملتا سہاگ
لو سلام آخری اے بیوگانِ اہل بیت

ابر فوج دشمناں میں اے فلک یوں ڈوب جائے
فاطمہ کا چاند مہر آسمانِ اہل بیت

کس مزے کی لذتیں ہیں آب تیغ یار میں
خاک وخوں میں لوٹتے ہیں تشنگانِ اہل بیت

باغ جنت چھوڑ کر آئے ہیں محبوب خدا
اے زہے قسمت تمہاری کشتگانِ اہل بیت

حوریں بے پردہ نکل آئی ہیں سر کھولے ہوئے
آج کیسا حشر ہے برپا میانِ اہل بیت

کوئی کیوں پوچھے کسی کو کیا غرض اے بیکسی
آج کیسا ہے مریض نیم جانِ اہل بیت

گھر لٹانا، جان دینا، کوئی تجھ سے سیکھ جائے
جان عالم ہو فدا اے خاندانِ اہل بیت

سر شہیدان بست کے ہیں نیزوں پر بلند
اور اونچی کی خدا نے قدر وشانِ اہل بیت

دولت دیدار پائی پاک جانیں بیچ کر
کربلا میں خوب ہی چمکی دوکانِ اہل بیت

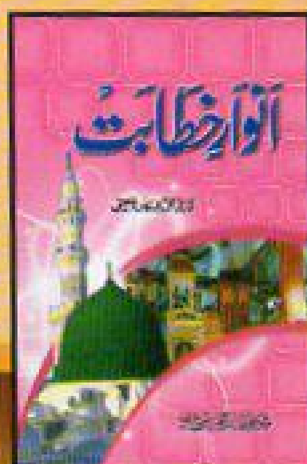
زخم کھانے کو تو آب تیغ پینے کو دیا
خوب دعوت کی بلاکر دشمنانِ اہل بیت

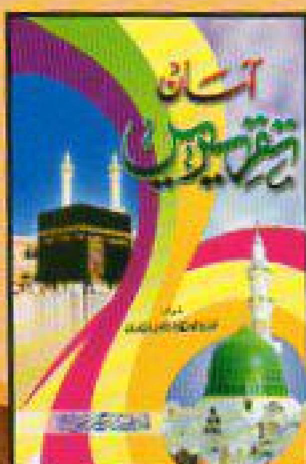
اپنا سودا بیچ کر بازار سونا کر گئے
کونسی بستی بسائی تاجرانِ اہل بیت

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بیباکیاں
لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ دشمنانِ اہل بیت

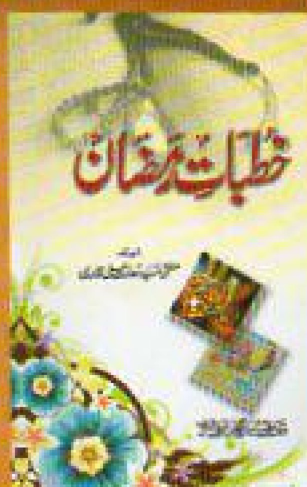
بے ادب گستاخ فرقے کو سنادے اے حسنؔ
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستانِ اہل بیت

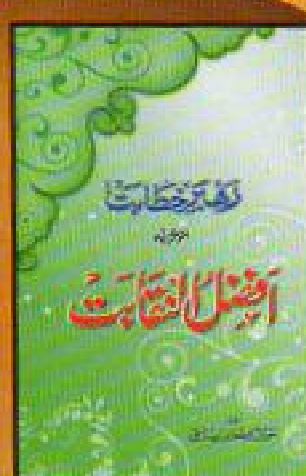


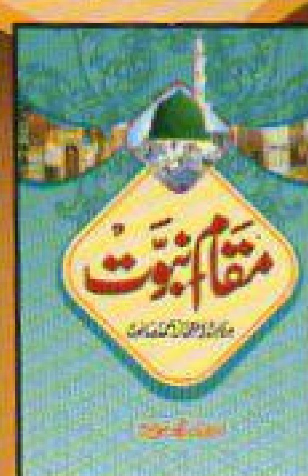


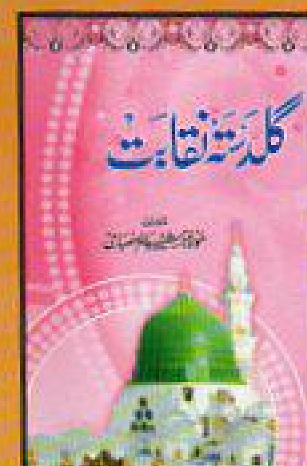




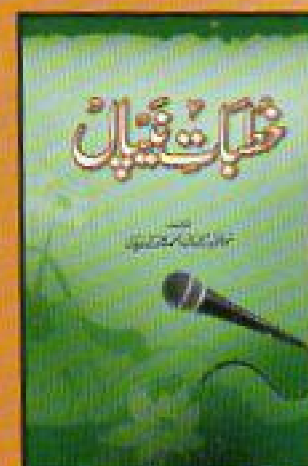














QADRI KITAB GHAR

35, Islamia Market, Bareilly-243003

Ph.: 0581-2477674, Mob.: 9412536097, (Resi.): 2553235

₹ 30/-